بدنظری و عشقِ مجازی

کی

مذمت پر مضامینِ عجیبہ

شیخُ العرب والعجم

عارف باللہ مجدِّد زمانہ حضرت مولانا شاہ

حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(سفرنامہ جنوبی افریقہ "ارشادات دردِ دل" سے ماخوذ)

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ

hazratmeersahib.com

بدنظری وعشقِ مجازی

کی

مذمت پر مضامینِ عجیبہ

صاحبِ ملفوظات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جامع ومرتب

حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ضروری تفصیل

نامِ کتاب: بدنظری وعشقِ مجازی کی مذمت پر مضامینِ عجیبہ

صاحبِ ملفوظات: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج الملّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

موضوع: سفر نامہ جنوبی افریقہ ۲۰۰۲ء ''ارشادات دردِ دل'' سے بدنگاہی اور عشقِ مجازی کی مذمت پر منتخب ارشادات

جامع ومرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اول: صفر المظفر ۱۴۴۱ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۹ء

ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بدنظری سے بچنے کے طریقے

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا عالمگیر پیغام

ارشاد فرمایا کہ سارے عالم میں یہی میرا مضمون ہے کہ آنکھوں کی حفاظت کرو اور دل کی حفاظت کرو۔ میں سچ کہتا ہوں اور میرا تجربہ ہے کہ جو یہ دو عمل کرلے گا، ولی اللہ ہوجائے گا۔ کیسے؟ آپ لوگ کہیں گے کہ چاہے روزہ نماز نہ کرے؟ ارے! جو آنکھ بچائے گا، کیا وہ نماز روزہ نہ کرے گا؟ جو بھینس اُٹھالے گا وہ مرغی نہ اُٹھالے گا؟ جو مشکل پرچہ حل کرلے گا وہ آسان پرچہ حل نہ کرے گا؟ جو دین کے مشکل احکام پر عمل کرے گا وہ آسان احکام پر عمل نہ کرے گا؟ اس سلسلے میں تین باتیں پیش کرتا ہوں، پہلی بات تو قرآنِ پاک کی نصِ قطعی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾

(سورۃ النور: آیۃ ۳۰)

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ایمان والوں کو حکم دے دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی کرلیں، حسینوں سے نہ ملائیں، نہ عورتوں کو دیکھیں نہ لڑکوں کو دیکھیں۔ اسی طرح عورتوں کے لئے بھی حکم ہے، عورتیں سمجھتی ہیں کہ ہماری معافی ہے تو عورتوں کے لئے بھی حکم ہے:

﴿يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾

(سورۃ النور: آیۃ ۳۱)

کہ وہ بھی اپنی نگاہ کو نیچے رکھیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن میں حکم دِکھاؤ حالانکہ یہ کہنا سخت بے ادبی ہے۔ کیا ہر حکم قرآنِ مجید میں ہی ہونا ضروری ہے؟ کیا قرآنِ پاک میں نماز کا طریقہ ہے کہ کس طرح نماز پڑھو؟ روزہ، زکوٰۃ و حج کے مسائل قرآنِ پاک میں ہیں؟ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائے ہیں اور آپ کا فرمان اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان ہے کیونکہ:

﴿مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ۚ وَمَا نَہٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا ۚ﴾

(سورۃالحشر: آیۃ ۷)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو ہمارا رسول تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے روک دے اس سے رُک جاؤ۔ لیکن بہرحال حفاظتِ نظر کا حکم تو قرآنِ پاک میں موجود ہے، دیکھ لو! قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ اور مِنْ تبعیضیہ ہے یعنی ہر نگاہ بچانا مراد نہیں ہے، آسمان و زمین دیکھو، اپنے ماں باپ کو دیکھو، بیوی کو عشاء سے لے کر فجر تک دیکھو، مگر یہ دیکھنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ رات بھر جاگنے سے تو صحت خراب ہو جائے گی۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ نظر کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے خود کیوں نہیں دیا؟ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیوں کہلوایا؟ اس میں یہ راز ہے کہ اے بندو! تمہیں اگر اللہ تعالیٰ سے حیا نہ آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیا کرو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجسم تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں اور ان سے محبت طبعی بات ہے، تو اے ہمارے نبی! آپ مومنین سے فرما دیجئے کہ اپنی آنکھوں کو بچائیں وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ عورتوں کے لئے بھی یہ حکم ہے یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ کہ عورتیں بھی اپنی آنکھوں کی حفاظت کریں وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ معلوم ہوا کہ جو آدمی نظر کی حفاظت نہیں کرتا اس کی شرمگاہ خطرے میں رہتی ہے۔ جب شہوت کا غلبہ ہوتا ہے تو آدمی ذرا نہیں ڈرتا کہ ہم کیسے حرام اور خبیث فعل میں مبتلا ہو رہے ہیں، ایسی کم بختی، بدبختی اور حرام مستی سوار ہوتی ہے کہ اس وقت تمیز ہی نہیں رہتی کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اس لئے نظر کو بچانا چاہیے کیونکہ نظر عقل اُڑا دیتی ہے، عورتیں خود آدھی عقل کی ہیں، مگر پوری عقل والوں کی عقل اُڑا دیتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے دیکھنے سے منع فرما دیا کہ غیر محرم عورتوں کو مت دیکھو ورنہ کہیں شہوت غالب نہ ہو جائے، اِدھر بھی غالب ہو جائے اور اُدھر بھی غالب ہو جائے۔ دونوں میں کشش ہے، دو میگنٹ میں ڈبل کشش ہوتی ہے، اگر دو میگنٹ آمنے سامنے ہوں تو ایک دوسرے سے چمٹ جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ نے نظر کی حفاظت کا حکم دے کر ہم پر رحم فرمایا ہے، یہ حکم دے کر ہماری آبرو کو تحفظ بخشا ہے۔

یہ بے پردگی بہت بڑا فتنہ ہے، ایک عورت کے شوہر کا بھائی بہت حسین تھا، گھر میں شرعی پردہ نہیں تھا۔ وہ عورت میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم سے مرید تھی۔ مکہ شریف میں میرے شیخ کے پاس اس کا خط آیا کہ میں بہت پریشان ہوں، شوہر کے بھائی کو دیکھتے دیکھتے اس سے عشق ہوگیا، اب میں کیا کروں؟ پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہوں مگر اس کا عشق دل سے نہیں جاتا۔ حضرت والا ہردوئی نے لکھا کہ حکیم اختر کی ایک کتاب ہے ''روح کی بیماریاں اور ان کا علاج'' اس کو روزانہ پڑھا کرو۔ اس موقع پر میرے مزے کو نہ پوچھو کہ مجھے کتنی خوشی ہوئی کہ میری کتاب پڑھنے کا حکم میرا شیخ دے رہا ہے۔ قرآنِ پاک سے حفاظتِ نظر کا حکم آپ نے سن لیا، قرآن کے بعد بخاری شریف کا نمبر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

((زِنَی الْعَیْنِ النَّظَرُ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، کتاب الاستیذان، ج ۲ ص ۹۲۳)

بدنظری آنکھوں کا زنا ہے۔ جو کسی کی بہن کو، کسی کی بیٹی کو دیکھتا ہے آنکھوں کا زنا کرتا ہے۔ ارے آنکھوں کا زنا کر کے ولایت کا خواب دیکھ رہے ہو کہ ہم ولی اللہ ہوجائیں گے، آنکھوں کا زانی کبھی ولی اللہ نہیں ہوسکتا جب تک توبہ نہ کرے۔ کیا یہ ہمارے لئے تازیانہ نہیں ہے کہ نظربازی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آنکھوں کا زنا فرمارہے ہیں، اس کے باوجود ہم زنا کرتے ہیں اور ڈکار نہیں لیتے، سمجھتے نہیں کہ اس میں کیا خرابی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نہ دیا نہ لیا صرف دیکھ لیا، میں کہتا ہوں کہ جب نہ دیکھنا اتنا غیر اہم ہے کہ کچھ لینا دینا نہیں تو پھر کیوں دیکھتے ہو؟ معلوم ہوا کہ اس میں چوری ہے، نفس کو اس میں کچھ مزہ آتا ہے، مزے کی چوری کرتے ہو اور کہتے ہو کہ کچھ لیا نہ دیا۔ اور مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے:

((لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب النظر الی المخطوبۃ، ص ۲۷۰)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ لعنت کرے اللہ اس شخص پر جو اپنی آنکھوں کی حفاظت نہیں کرتا، پرائی عورتوں کو، دوسروں کی بیٹیوں اور بہنوں کو دیکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بددعا ہے۔ پیروں کی بددعا سے ڈرنے والو! رسول کی بددعا سے ڈرو جن کی غلامی سے پیر پیر بنتے ہیں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا متبع نہیں وہ پیر اور ولی بھی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بددعا فرما رہے ہیں کہ اللہ لعنت فرمائے جو بدنظری کرتا ہے اور جو بدنظری کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے۔ لعنت کا کیا مطلب ہے؟ لعنت ضد ہے رحمت کی۔ بس جس پر لعنت ہوگئی وہ رحمت سے محروم ہوگیا اور نفس دشمن کی گود میں پھینک دیا گیا اور جو دشمن کے قبضہ میں آ گیا دشمن اس کی جو دُرگت بنائے کم ہے۔

تین باتیں ہوگئیں۔ ایک قرآنِ پاک کی آیت اور دو احادیثِ مبارکہ۔ کیا یہ بدنظری کے گناہ سے بچنے کے لئے کافی نہیں ہیں؟ بڑے بڑے بڈھے اسّی برس کے ہوگئے لیکن اب تک نگاہ کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ کوئی خوبصورت لڑکی آ گئی تو ٹُک ٹُک دیکھتے ہیں اور کبھی شفقت اور لجاجت سے پوچھتے ہیں کہ کیا حال ہے؟ کیسے مزاج ہیں؟ طبیعت ٹھیک ہے نا؟ خیر و عافیت ہے؟ ارے بھئی! اتنی خیریت پوچھنے کی کیا ضرورت ہے، کسی ایسے سے مزاج کی خیریت مت پوچھو جس سے خود تمہاری خیریت خطرے میں پڑ جائے۔

بندوں کے خواب وخیال سے بالاتر نعمت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ﴾

(سورۃ التوبۃ: آیۃ ۱۱۹)

اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو۔ اور دوسری آیت میں ارشاد ہے:

﴿اِنۡ اَوۡلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ﴾

(سورۃ الانفال: آیۃ ۳۴)

میرے اولیاء صرف اہلِ تقویٰ ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! میرے دوست بن جاؤ، تم تو خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتے تھے کہ ہم تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں گے، تم سے دوستی میں پہل کریں گے، تم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہم تم کو

اپنا ولی بنانا چاہتے ہیں۔ تمہارے خواب وخیال میں بھی نہیں آ سکتا کہ ماں کے حیض اور باپ کی منی سے پیدا کر کے اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی ذات اس نطفۂ ناپاک کو اپنا دوست بھی بنالے! دنیاوی بادشاہ کسی معمولی آدمی کو اپنا دوست کہتے ہوئے شرماتے ہیں کہ یہ ہمارے مَیل کے نہیں ہیں، ان کی ہماری میچنگ (Matching) نہیں ہے، میں ان کو کیسے اپنا دوست کہوں۔ مگر میرے اللہ کی انتہائی مہربانی، انتہائی ذرّہ نوازی، انتہائی شفقت ومحبت ہے کہ خالق ہوکر اِتَّقُوا اللّٰہَ فرما کر پیغامِ دوستی دے رہے ہیں کہ تم تو پہل نہیں کر سکتے تھے کیونکہ تمہارے خواب وخیال اور وہم وگمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا لیکن ہمارا کرم اس بات کا متقاضی ہوا کہ ہم تمہیں اپنا دوست کہیں۔

اس آیت میں گویا اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، گناہوں سے بچو، نافرمانی سے بچو تو ہم تم کو صرف گناہ چھوڑنے پر اپنا تاجِ ولایت عطا کر دیں گے، ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ تم لمبے چوڑے وظیفے پڑھو، آدھی رات کو سمندر میں جاؤ اور آدھی کمر تک پانی میں گھس کر اور ایک ٹانگ اُٹھا کر عبادت کرو تو ہمارے ولی بنو گے، یہ کچھ نہیں کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی کو بہت آسان کر دیا، بس صرف فرض، واجب، سنتِ مؤکدہ ادا کرلو، باقی بس گناہ سے بچو، میری نافرمانی نہ کرو تو تم میرے دوست ہو، ہماری ولایت کا تاج تمہارے سر پر رکھ دیا جائے گا کیونکہ میرے نافرمان میرے ولی نہیں ہوسکتے۔ اگر میرا ولی بننا ہے تو بس گناہوں کو چھوڑنا ہے۔ یاد رکھو چاہے رات بھر عبادت کرو، چاہے کتنی ہی نفلیں پڑھو، کتنے ہی وظیفے پڑھو، مگر عبادت سے تم میرے ولی نہیں بن سکتے ہو جب تک کہ گناہ نہ چھوڑ دو۔ تعجب ہے کہ گناہ تمہیں کیوں پسند ہے جبکہ طبعی طور پر گناہ غیر شریفانہ حرکت ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو شریفانہ ہو، کوئی گناہ ایسا نہیں ہے کہ جو شرافت سے کچھ بھی تعلق رکھتا ہو۔ جتنے گناہ ہیں، اللہ کی جتنی نافرمانی ہے سب شرافت کے خلاف ہے۔ وہ شخص غیر شریفانہ طبیعت رکھتا ہے جو گناہ کرتا ہے، جو بے حیائی کا کام کرتا ہے، بے غیرتی سے منہ کالا کرتا ہے۔ گناہ وہ چیز ہے جو چھوڑنے ہی کی ہے، بس جو

چیز چھوڑنے کی ہے اسی کو تو ہم بھی کہتے ہیں کہ چھوڑ دو، مثلاً اگر تمہاری ماں بہن کے ساتھ، تمہاری خالہ پھوپھی کے ساتھ یا تمہاری لڑکی اور لڑکے کے ساتھ کوئی بدفعلی کرنا چاہے اور تم سے پوچھا جائے تو کیا اجازت دو گے؟ غیرت اور شرافت اجازت نہیں دے گی۔ بس یہی بات تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جو تم چاہتے ہو وہی میں چاہتا ہوں، جو تم چاہتے ہو وہی ہماری بھی مرضی ہے کہ تم شرافت سے رہو، عزت سے رہو، آبرو سے رہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں بھی تمہاری عزت رہے اور آخرت میں بھی عزت رہے۔

یاد رکھو! اگر بغیر تاجِ ولایت کے اللہ کے ہاں گئے تو سوال ہوگا کہ جب میں نے تم پر فرض کیا تھا کہ اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو تا کہ میرے ولی بن جاؤ تو تم نے کیوں تقویٰ اختیار نہیں کیا اور کیوں میرے ولی نہیں بنے؟ جبکہ ہم نے بتا بھی دیا تھا کہ ولی کیسے بنو گے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا حکم نازل کر دیا تھا کہ جو تقویٰ میں سچے ہیں ان کی صحبت میں رہو تو تم بھی متقی ہو جاؤ گے، میرے دوست ہو جاؤ گے۔ دیندار بننے میں آسانی پیدا کرنے کے لئے اللہ والوں کی صحبت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر میرے نیک بندوں میں رہو گے تو میرا خوف، تقویٰ اور دین تم میں آسانی سے آجائے گا۔ بیس نمازیوں میں ایک بے نمازی کو رکھ دو تو نمازی بن جائے گا۔ لہٰذا اللہ والا بنانے میں نیک صحبت سے بڑھ کر کوئی چیز مؤثر نہیں۔ نیک بننے کا یہی ایک آسان راستہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔ اور صادقین فرمایا مگر مراد اس سے متقین ہیں، اور صادقین اس لئے فرمایا کہ ذرا دیکھ لو کہ سچا متقی ہے یا نہیں؟ اس کا تقویٰ کاذب تو نہیں ہے؟ اور پھر نیتِ تقویٰ سے ساتھ رہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے متقی بنا دے۔ شیخ کے ساتھ پاپڑ، سموسہ اور طرح طرح کی ڈش اُڑانے کی نیت نہ ہو اور یہ نیت بھی نہ ہو کہ شیخ کے ساتھ رہیں گے، طرح طرح کے ملکوں کی سیر کریں گے، مفت کا ٹکٹ ہوگا اور ہر ملک میں خوب نمکینوں کے طرح طرح کے ڈیزائن دیکھیں گے۔ اگر یہ نیت ہے تو جو نیت ہے وہی پاؤ گے، اللہ کو نہیں پاؤ گے، تم بغیر اللہ کے مرو گے۔ ایسا شخص بغیر اللہ کے مرے گا جو

نیت صحیح نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ نے اسی لئے فرمایا یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ مجھے چاہنے والے میرے عاشق صرف میری رضا کا ارادہ کرتے ہیں۔

گھروں میں کام کرنے والی ماسیوں سے احتیاط کا حکم

ارشاد فرمایا کہ آج کل بدنگاہی کا مرض عام ہورہا ہے، اس لئے دیندار لوگوں کو، مولانا لوگوں کو، علماء کو، مدرسہ کے مدرسین کو، طلباء کو اس فعل سے بہت بچنا چاہیے۔ حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس فعل سے مدرسین، اساتذہ، طلباء اور اہلِ علم کو بہت بچنا چاہیے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ یہاں جنوبی افریقہ میں گھروں میں جو ماسی آتی ہے اس سے بھی بہت احتیاط کرو۔ ایک مولوی صاحب سے میں نے پوچھا کہ ماسی کا رکھنا کیا ضروری ہے؟ انہوں نے کہا کہ صاحب! ماسی نہیں ہوتی تو کوئی اپنی بیٹی بھی نہیں دیتا کہ سب کام میری بیٹی کو کرنا پڑے گا۔ چلو بھئی ماسی رکھ لو مگر جو ماسی رکھے اس کو میں کہتا ہوں کہ جب گھر میں بیوی نہ ہو، تو ماسی سے کہلوا دو کہ جب تک بیوی نہ آئے گی خبر دار! تب تک نہ آنا۔ اکیلی ماسی آتی ہے اور برتن دھو رہی ہے اور بیوی گئی ہوئی ہے میکے یعنی مائی کے ہاں، تو خطرہ ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو باہر بیٹھے رہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ باہر بیٹھنے والوں کو اندر کرنا شیطان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے کہ جاؤ، ماسی اکیلی بیٹھی ہے۔ اور اکثر ماسیوں کے اندر شرم و حیا تو ہے نہیں، ان کے لئے گناہ کوئی چیز نہیں۔ اس لئے:

﴿تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ فَلَا تَقۡرَبُوۡهَا﴾

(سورۃ البقرۃ: آیۃ ۱۸۷)

یہ اللہ کی حدود ہیں ان کے قریب بھی مت جاؤ۔ بمبئی میں ایک سیٹھ تھے، بہت نیک، بالکل باشرع۔ ایک دفعہ ان کے دفتر میں جانا ہوا تو دیکھا کہ ان کا حلیہ بدلا ہوا ہے، بال بنے ہوئے، پان کھائے ہوئے، آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے۔ ہم نے کہا ضرور کوئی بات ہے۔ دیکھا کہ ایک لڑکی (P.A) رکھی ہوئی ہے۔ میں نے کہا حاجی صاحب!

یہ پی اے کیوں رکھی آپ نے؟ انہوں نے کہا کہ یتیم ہے، اس کا کوئی نہیں، مجبور ہے۔ میں نے کہا کہ آپ تو مجبور نہیں ہیں، آپ آنکھوں میں سرمہ لگائے اور پان کھائے ہوئے، اَپ ٹو ڈیٹ (Up To Date) بنے بیٹھے ہیں، پہلے کتنے سادہ رہتے تھے، ہم نے آپ کو پہلے بھی دیکھا ہے۔ پھر میں نے کہا دیکھو! یہ یتیم تو ہے مگر اس کو پی اے رکھنے میں خطرہ ہے، اگر آپ اس کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو زکوٰۃ سے مدد کر دیں اور کسی بوڑھے سے پیسے بھجوائیں، اور اس کو بتائیں بھی نہیں کہ میں دے رہا ہوں تاکہ آپ کا نفس امیدوار نہ ہو، احسان کرنے سے امید ہو جاتی ہے کہ اب جو کچھ کہوں گا انکار نہ کرے گی۔ اگر کسی لڑکی یا بے ریش لڑکے پر کچھ احسان کرنا ہو تو کسی دوسرے کے ذریعہ سے کراؤ اور اس کو بھی مت بتاؤ کہ میں اس کی مدد کر رہا ہوں۔ مدد اللہ کے لئے کرنا ہے تو اللہ ہی کے لئے کرو۔

بہر حال یہ مضمون میرا خاص مضمون ہے، اس کو ساری دنیا میں پھیلانا ہے کہ اللہ کے لئے، اللہ کے لئے، اللہ کے لئے ڈرو اور بدنظری نہ کرو، اس میں ہزاروں فتنے ہیں، اور دل میں گندے خیالات مت پکاؤ، دل میں پرانے گناہوں کو سوچ کر مزہ لینا بھی حرام ہے اور آئندہ کے لئے اسکیم بنانا بھی حرام ہے۔ کسی عورت کو دیکھا تو للچا گئے کہ بہت حسین ہے مگر اس کو پایا نہیں، اب کیا کریں تو سوچتے ہیں کہ چلو اس کا تصور کرو، تصور کر کے مزہ لو۔ تو یہ سب اپنے کو دھوکہ دینا ہے، اللہ سے ڈرو، پھر کہتا ہوں کہ اللہ کے لئے اللہ سے ڈرو۔ مجھے اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ جی چاہتا ہے بدنظری کرنے والے کی گردن ماردوں۔

یہ بہت ضروری مضمون بیان کر رہا ہوں کیونکہ اس میں ابتلائے عام ہے، یہاں تک کہ صوفیاء بھی مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ بھولے بھالے ہوتے ہیں۔ صوفیاء میں کوئی مرض نہیں ہوتا، نہ جیب کترنے کا، نہ جھوٹ بولنے کا، اللہ کے تعلق سے ان کی سب بیماریاں اچھی ہو جاتی ہیں مگر صرف عشقِ مجازی میں ان کے مبتلا ہونے کا سخت خطرہ رہتا ہے۔ اگر نفس کی باگ ذرا ڈھیلی چھوڑی تو اپنی پچاس پچاس سالہ مجاہدے والی زندگی کو برباد کر دیتے ہیں، منٹوں میں شیطان بہکا دیتا ہے۔ اسی لئے کہتا ہوں کہ راستہ چلتے ہوئے

اچٹی پچٹی نظر ڈالو، جیسے ریل پر چلتے ہیں تو درخت دیکھتے جاتے ہیں مگر پتے نہیں گنتے۔ بس نظر سامنے رہے، دائیں بائیں کسی عورت پر نظر نہ ڈالو۔ نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹالو، یہ نہ دیکھو کہ ناک کی اُٹھان کتنی ہے، آنکھیں کیسی ہیں۔ لوگ بہانہ کرتے ہیں کہ بھئی میں تو ڈرائیور ہوں مجھے دیکھنا پڑتا ہے، تو راستہ تو دیکھو مگر معائنہ نہ کرو اور یاد رکھو کہ ڈرائیور کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جارہے ہیں اِدھر اور دیکھ رہے ہیں اُدھر۔ اسی طرح بعض لوگ سر جھکائے مراقبہ میں ہوتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ بہت صوفی آدمی ہیں لیکن میرا شعر ہے ؎

یوں تو بگلہ کی طرح تجھ کو مراقب دیکھا
جوں ہی مچھلی کو دبوچا تو ترا راز کھلا

بگلہ آنکھ بند کر کے بیٹھا رہتا ہے اور جب مچھلی کو دیکھتا ہے تو جلدی سے منہ میں رکھ لیتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہی چالباز اور مکار ہے۔ تو یہ سمجھ لو کہ ایسا صوفی معتبر نہیں جو حسینوں کو دیکھ کر ہڑپ کر لے، بگلہ بھگت نہ ہو، اصلی صوفی وہ ہے جو حسینوں کو نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔

ارشادات حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱)... ''عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے۔'' روح دنیا ہی میں نہایت بے سکون پریشان ہوجاتی ہے، نیند حرام ہوجاتی ہے، ہر وقت اسی معشوق کا خیال ستاتا ہے۔ اہلِ دوزخ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝﴾

(سورۃ الاعلیٰ: آیۃ ۱۳)

نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔ موت وحیات کے درمیان کیا ہی بُری کشمکش کی زندگی ہوگی۔ دوزخ جو مجرمین کی جگہ ہے اس کے آثار وعلامات دنیا ہی میں ان مجرمین اور گنہگاروں پر کرب وتکلیفِ روحانی اور امراضِ جسمانی کی صورت میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کا لڑکا انجینئر نگ کی ڈگری لندن سے لے کر احقر کے پاس آیا اور بتایا کہ میں لندن میں عشقِ مجازی کا شکار ہوا اور بالکل نامرد ہوچکا ہوں، علاج بھی کیا مگر نفع نہ ہوا،

باپ نے شادی کردی، بیوی نے ایک ہفتہ کے اندر میری نامردی سے مایوس ہوکر طلاق لے لی، اب منہ چھپائے گھر کے اندر رہتا ہوں، ہر طرف سے موت نظر آرہی ہے مگر موت بھی نہیں آتی۔حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ دوزخی کو ہر طرف سے موت آتی نظر آئے گی مگر وہ مرنے نہیں پائے گا۔احقر کا ایک شعر ہے ؎

حسینوں سے جسے پالا پڑا ہے

اسے بس سنکھیا کھانا پڑا ہے

اس شعر کی تشریح یہ ہے کہ اگر اُس حسین سے وصال ہوا تو عاشق حرص سے اس قدر مادۂ منویہ ضائع کردیتا ہے کہ اکثر بالکل نامرد ہوجاتا ہے، پھر حکیموں کی خوشامد کرتا ہے اور کشتۂ سنکھیا کھانا پڑتا ہے، اور اگر اچھا نہ ہوا تو سنکھیا کھا کر خودکشی کرتا ہے اور اگر فراق ہی ہمیشہ رہا تو بھی تڑپ تڑپ کر کتّے کی موت مرتا ہے۔

احقر نے ایک شاعر خوش گلو دکاندار کو دیکھا کہ نہایت پریشان، دکان پر خاک برس رہی ہے، نہ صفائی ہے نہ مال کا اسٹاک ہے۔ بال پاگلوں جیسے بکھرے، آنکھیں زیادہ جاگنے سے خشک، بے رونق اور اندر کو دھنسی ہوئی۔احقر کو دیکھ کر اس نے دکان کے اندر بلایا اور کہا کہ میں بہت پریشان ہوں، دکان ختم ہورہی ہے، کسی کام میں جی نہیں لگتا ؎

جی اس کا کیا لگے گا کسی کاروبار میں

دل پھنس گیا ہو جس کا کسی زلفِ یار میں

رات بھر نیند نہیں آتی، دکان کی تباہی سے بال بچوں پر فاقے کی نوبت ہے، خدا کے لئے کسی اللہ والے کے پاس لے چلو جہاں سکون حاصل ہو۔احقر نے عرض کیا آخر بات کیا ہے، سببِ پریشانی تو بتاؤ۔کہا کہ عشقِ مجازی میں مبتلا ہوگیا ہوں۔پھر احقر کا پاکستان آنا ہوگیا معلوم نہیں اس غریب کا کیا حشر ہوا ؎

ہر عشقِ مجازی کا آغاز بُرا دیکھا

انجام کا یا اللہ کیا حال ہوا ہوگا

ایک زمیندار کا لڑکا ہونّق صورت، جھاڑ و پھرا چہرہ، ذلت کے ساتھ ایک دواخانے میں دوا کُوٹ رہا تھا، اس کے باپ کو دیکھا کہ بھنگی جیسے میلے پھٹے کپڑے میں بھیک مانگ رہا ہے۔ مقامی دوستوں نے بتایا کہ یہ باپ نہایت امیر تھا۔ سنگاپور ملایا کی آمدنی سے لاکھوں روپیہ اس کے پاس موجود تھا لیکن اس کا یہ نالائق لڑکا جو دوا کُوٹنے کی ملازمت کر رہا ہے عشقِ مجازی کا شکار ہوا، پکڑا گیا۔ خوب جوتے لگے، جیل میں گیا۔ تمام آمدنی اور زمینداری اس لڑکے کو جیل سے چھڑانے میں ختم ہوگئی، اب دونوں باپ بیٹے اور اس کے گھر والے ذلت اور محتاجی کی زندگی گذارتے ہیں۔

(۲)... لڑکوں کے عشق میں عورتوں کے عشق سے زیادہ شدید ظلمت ہوتی ہے کیونکہ عورت کسی وقت میں بعد نکاح حلال ہوسکتی ہے۔ اور مرد کسی مرد کے لئے کبھی بھی حلال نہیں ہوسکتا، اس وجہ سے اس کی ظلمت نہایت شدید ہوتی ہے۔

(۳)... کسی چھوٹے بچے یا کسی چھوٹی بچی کی طرف بھی اگر نفس کا میلان ہو اور جس کی پہچان یہ ہے کہ اگر گود میں لے کر اسے پیار کرے تو شہوت محسوس ہو، پس اس کو دیکھنا اور چھونا بھی حرام ہے۔

(۴)... فاعل اور مفعول دونوں ایک دوسرے کی نگاہوں میں ہمیشہ کے لئے ذلیل ہوجاتے ہیں۔

(۵)... جس شخص کے چہرے اور آنکھوں کی بناوٹ سے اور گفتگو سے نفس کو لذت ملے اور میلان خفیف بھی محسوس ہو اس سے فوراً ہٹ جانا چاہیے۔

اپنے متعلقین کے لئے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے دو (۲) حکم

ارشاد فرمایا کہ دو مشورے دیتا ہوں اور یہ مشورہ ان لوگوں کے لئے جو مجھ سے تعلق رکھتے ہیں بمنزلہ حکم کے ہے۔ (۱) نظر کی حفاظت کریں۔ کتنا ہی حسین ہو، معلوم ہو کہ حسن میں اول آنے والی آج Lenasia کی سڑکوں سے گذرے گی تب بھی اس کو بالکل نہ دیکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ سارے عالَم کے بادشاہ ہیں، بادشاہوں کے بادشاہ ہیں،

ان کا حکم ہے کہ کسی نامحرم عورت کو یا کسی اَمرد لڑکے کو مت دیکھو تو آنکھوں کی حفاظت سے سرحد کی حفاظت ہوگئی۔ اور (۲) دل کی حفاظت، دل میں گندے خیالات مت پکاؤ، اس سے دارالخلافہ کی حفاظت ہوگئی۔ پرانے گناہوں کو یاد کر کے مزہ لینا بھی حرام ہے، بلاارادہ خیال آجائے تو اس خیال میں مشغول نہ ہو، اس خیال کو پاکیزہ خیال میں تبدیل کردو یا دل میں خدا کا خوف لے آؤ، دوزخ اور قیامت کو یاد کرلو اور سوچو کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ اللہ کے سامنے ہمارا قلب بالکل ایسا ہے جیسے ہم آفتاب کو دیکھتے ہیں۔ کسی ملک کی حفاظت سرحد اور دارالخلافہ کی حفاظت پر موقوف ہے، اگر یہ دونوں محفوظ ہیں تو مجال نہیں ہے کہ اس ملک پر دشمن کا قبضہ ہوجائے۔ دشمن دو طرف سے حملہ کرتا ہے، بارڈر (سرحد) سے یا کیپٹل (Capital) پر۔ نظر کی حفاظت بارڈر یعنی سرحد کی حفاظت ہے اور دل کی حفاظت کیپٹل اور دارالخلافہ کی حفاظت ہے۔ یہ دونوں حفاظت کرلیجیے تو آپ کا ملکِ ایمان، ملکِ اسلام اور ملکِ احسان جو آپ کے قلب میں ہے سب محفوظ رہے گا۔ اگر یہ دو حفاظت نہ کی تو واللہ! کوئی ولی نہیں ہوسکتا، کتنا ہی حج، عمرہ ہو، کتنا ہی وظیفہ پڑھتا ہو، اگر آنکھ کی حفاظت نہیں کرتا تو سمجھ لیجیے کہ ایک بدنظری سے سارا نور نکل جاتا ہے۔ لہٰذا یہ دو کام جو کرلے تو دوسرے بُرے کام خود بخود چھوٹ جائیں گے کیونکہ جو بھینس اُٹھالے گا وہ بکری بھی اُٹھالے گا۔ دوسرے تمام کام ان کے مقابلے میں بالکل آسان ہیں، نماز، روزہ، ذکر و تلاوت، حج، زکوٰۃ مثبت کام تو آج کل لوگ خوب کرلیتے ہیں لیکن منفی کام ان سے نہیں ہوتا حالانکہ منفی کام کے معنی ہیں کہ کام نہیں کرنا ہے اور کام نہ کرنا آسان ہے کام کرنے سے، پھر بھی لوگ نہ کرنے والے کام کر کے مشکل میں پڑتے ہیں، ارے بھئی! گناہ کے کام نہ کرو اور آرام سے رہو۔

بدنگاہی شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے

ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نام کے حلوۂ ایمانی کی لالچ میں بدنگاہی چھوڑ دیجیے۔ حلوۂ بصیرت کی لالچ میں حلوۂ بصارت چھوڑ دیں اور قلب کی حفاظت کریں تاکہ قلب میں

گندے خیالات نہ آئیں، اس لئے کہ قلب اللہ کا گھر ہے، مومن کا دل اللہ کا گھر ہے، اگر اس میں گندگی آئے گی تو گندی جگہ اللہ کیسے آئے گا؟ اور گندے خیالات سے کچھ ملتا بھی نہیں ہے، سارا دل ناپاک ہوجاتا ہے، دل کی ناپاکی گندے خیالات سے ہے۔ آہ! اللہ کے نام کا مزہ لوگوں کو معلوم نہیں ہے ورنہ لوگ اس کے نام پر جان دے کر بھی اس مزے کو حاصل کرتے لیکن حدیثِ پاک میں اللہ کے نام کی لذت کو پانے کا طریقہ موجود ہے:

((اِنَّ النَّظَرَ سَھْمٌ مِّنْ سِھَامِ اِبْلِیْسَ مَسْمُوْمٌ مَّنْ تَرَکَھَا مَخَافَتِیْ اَبْدَلْتُہٗ اِیْمَانًا یَّجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ))

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیۃ)، ج ۵ ص ۱۳۰، رقم الحدیث ۱۳۰۶۴)

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نظر بازی یعنی حسینوں کو دیکھنا شیطان کا تیر ہے اور کیسا تیر ہے؟ زہریلا تیر ہے، جو میرے خوف سے اپنی نگاہ بچائے، حسین شکلوں کو نہیں دیکھے، لڑکا ہو یا لڑکی، کسی کے حسن سے نگاہیں نہیں سینکے تو میں اس کو ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی لذت وہ اپنے قلب میں محسوس کرے گا، ایمان کی حلاوت کو اس کا قلب پالے گا، یہ واجد ہوگا، حلاوتِ ایمانی اس کے قلب میں موجود ہوگی۔ اس کا ایمان حالی، ذوقی، وجدانی ہوجائے گا لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِھِمْ ان کا ایمان موروثی، عقلی، استدلالی تبدیل ہوجاتا ہے ایمانِ ذوقی، وجدانی اور حالی سے۔ یہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہے۔ ایمان میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔ بس اپنے ایمان کو ترقی دو کیونکہ ایک دن موت تو آنی ہے، اگر موت آگئی اور ایمان ناتمام، نامکمل لے کر گئے تو پھر کیا ہوگا؟ ایمان مکمل لے جاؤ تاکہ اللہ خوش ہوجائے، اور ایمان اس وقت مکمل ہوگا جب ایمانِ استدلالی، موروثی اور عقلی تبدیل ہوکر ایمانِ ذوقی، حالی اور وجدانی ہوجائے۔ پھر تمہارا ایمان اس قابل ہوجائے گا کہ دوسروں کو دعوت دے گا بغیر زبان کے۔ زبان سے کچھ نہ کہوگے مگر تمہارا جسم دلالت کرے گا کہ اللہ کا یہ بندہ ایمانِ ذوقی، وجدانی، حالی لئے جارہا ہے۔ اولیاء اللہ کا ایمان اسی لئے مؤثر ہوتا ہے۔ ایک ولی ہزاروں ولی ساز تیار کرکے جاتا ہے۔ ہزاروں اولیاء اللہ اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کا

ایمان ذوقی، حالی اور وجدانی ہوتا ہے۔

مولوی تو بہت ہیں مگر جو مولوی کوشش کر کے، مجاہدہ کر کے، تقویٰ اختیار کر کے ایمانِ ذوقی، حالی اور وجدانی پیدا کر لیتا ہے انہی مولویوں سے زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔ ان کا ایمان دوسروں کے ایمان کا سبب بن جاتا ہے، اور جو مردار خور ہیں، کرگس صفت، مردہ پرست وہ نہ تو خود ایمانِ کامل لے گئے نہ دوسروں کو دے گئے۔ ایسے ہی مر گئے، نہ لے گئے نہ دے گئے، دنیا سے ناکام گئے۔ یہ ناکام لوگ ہیں، نامراد لوگ ہیں، مر گئے مگر اللہ نہ ملا۔ کمال یہ ہے کہ اسی زندگی میں اللہ مل جائے، دل میں محسوس ہو جائے کہ اللہ میرے دل میں آ گیا ہے۔

باز آمد آب من در جوئے من
باز آمد شاہ من در کوئے من

اور وہ اسی سے ہے کہ قلب و نظر کی حفاظت کرو۔ قلب و نظر کی حفاظت بہت ضروری ہے، اس کے بغیر ایمان نامکمل رہتا ہے کیونکہ معشوق ایک ہو تو اسے دل دے دو، یہاں تو روزانہ ہزاروں شکلیں سامنے آتی رہتی ہیں اور ایک دل ہزاروں کو دینے میں سخت مشکل ہو جائے گی۔ ہماری پچھتر (۷۵) سال کی عمر ہے۔ اس عمر کے تجربہ کا نچوڑ یہی ہے کہ آج کا سلوک حفاظتِ نظر، حفاظتِ قلب پر منحصر ہے، باقی سب چیزیں بھی ضروری ہیں مگر ان سے ایمان میں تازگی نہیں آتی۔ حفاظتِ قلب اور حفاظتِ نظر سے ایمان بارونق ہو جاتا ہے اور یہی دو پرچے سب سے مشکل بھی ہیں۔

لوگ ازار کو ٹخنہ سے اوپر بھی کر لیں گے، داڑھی بھی رکھ لیں گے مگر انہیں بھی حفاظتِ نظر اور حفاظتِ قلب کا پرچہ بہت مشکل لگتا ہے، اگر پرچہ مشکل ہے تو انعام بھی تو بہت بڑا ہے۔ بتائیے! دل بادشاہ ہے کہ نہیں تو حفاظتِ نظر میں دل کو تکلیف ہوتی ہے اور دل بادشاہ ہے، بادشاہ جب مزدور بنتا ہے تو اس کی مزدوری کتنی ہونی چاہیے؟ بس دل کو اللہ کا مزدور بنا دو، اس پر اللہ تعالیٰ نوازش فرمائیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾
(سورۃ المآئدۃ: آیۃ ۵۴)

یہ اللہ کے راستہ میں مشقت اُٹھاتے ہیں، یہ نہیں کہ مالِ غنیمت تو خوب شوق سے لے لیں اور جب کوئی مصیبت اور مشقت آئے تو بھاگ نکلیں، مصیبت کے وقت میں ہتھیار ڈال دیں، یہ وہ لوگ نہیں ہیں ۔

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشت من
آں منم کاندر میان خاک و خوں بینی سرے

میں وہ نہیں ہوں کہ جنگ کے دن تم میری پشت دیکھو، میں تو وہ ہوں کہ میدانِ جنگ میں خاک اور خون کے درمیان میرا سر دیکھو گے۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے خود اپنی شان نہیں بیان کی، اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی شان بیان کی۔ معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا ہیں، جو نظر بچانے میں ہیجڑے ہیں، سمجھ لو کہ انہوں نے چوڑیاں پہن رکھی ہیں، وہ میدانِ جہاد سے بھاگے ہوئے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی صریح نافرمانی کرتے ہیں وہ اپنے ایمان کا اندازہ کرلیں۔ امر بالمعروف آسان ہے، نہی عن المنکر مشکل کام ہے، لیکن مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

دعویٰ مرغابی کردہ ست جاں
کے ز طوفان بلا دارد فغاں

میری جان نے مرغابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، میں اللہ کے دریائے معرفت میں مرغابی کی طرح ہوں، میں طوفان اور بلاؤں سے آہ وفغاں نہیں کرتا۔ بعض لوگ تعجب کرتے ہیں کہ بھئی یہ کیسے ہیں کہ بدنگاہی نہیں کرتے، ہر طرف عورتیں ہیں، ائیر ہوسٹسیں ہیں لیکن ان کی جان نے مرغابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، یہ طوفانِ بلا سے نہیں ڈرتے، انہوں نے ایک مدت مجاہدہ کیا ہے تب احکامِ شریعت ان کا مزاجِ ثانی بن گئے ہیں، یہ اللہ کے قرب کے دریا میں رہتے ہیں۔ نہی عن المنکر یعنی گناہ چھوڑنے کا مزہ الگ ہے اور امر بالمعروف یعنی نیک کام کرنے کا مزہ الگ ہے، تو ایک مزہ لینے سے کام نہیں چلتا۔ خالی معروف پر عمل کرنے سے خدا نہیں ملتا جب تک نہی عن المنکر بھی نہ کرے، یہ کیا کہ نفل پر نفل پڑھے جارہے ہو اور

بدنگاہی سے نہیں بچتے ہو، اللہ کے غضب سے نہیں بچتے ہو اور عبادت پر عبادت کئے جارہے ہو۔ نفل چاہے کم کردو مگر اس کی جگہ گناہوں سے بچنے میں محنت کرو، دل پر غم برداشت کرو۔ جب عورتیں سامنے آجائیں تو وہی وقت ہے ایمان کے امتحان کا، پرچہ اسی وقت حل ہوتا ہے، جب عورت سامنے آجائے تو نظر نیچی کرلو، جیسے کچھ نظر ہی نہیں آتا ؎

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

قلبِ شکستہ کی عظیم الشان خدائی تعمیر

ارشاد فرمایا کہ ہمارے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ گناہ چھوڑنا تو بہت آسان ہے کیونکہ ہر گناہ کا نام منکر ہے اور منکر اجنبی کو کہتے ہیں اور اجنبی سے کسی کو اطمینان نہیں ہوتا۔ اگر کسی مالدار کے پاس کوئی اجنبی آکر بیٹھ جائے تو شبہ کرتا ہے کہ کہیں یہ جیب کترا نہ ہو۔ گناہ کو اسی لئے منکر فرمایا کیونکہ اس سے آدمی کی طبیعت مانوس نہیں ہوتی، گناہ انسانی فطرت کے لئے اجنبی ہے۔ منکر سے تو طبعی طور پر نفرت ہونی چاہیے اور طبعی طور پر نفرت ہوتی بھی ہے لیکن ہم نے بار بار گناہ کرکے طبیعت کو اس کا عادی بنادیا ہے جیسے تمباکو کھانے سے قے اور چکر آتے ہیں لیکن عادت ڈالنے کے بعد پھر طبیعت اس کی عادی ہوجاتی ہے۔ اسی لئے جو پہلی دفعہ گناہ کرتا ہے پسینہ پسینہ ہوجاتا ہے، پھر دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں دفعہ میں بے حیا ہوتا چلا جاتا ہے اگرچہ شریف گھرانے کا ہو، لیکن پہلے گناہ پر شرم سے پسینہ آجاتا ہے ؎

نہ تم آئے نہ ہم آئے کہیں سے
پسینہ پونچھئے اپنی جبیں سے

اس شعر میں شاعر نے پہلے گناہ کا نقشہ کھینچا ہے۔ یہی دلیل ہے کہ یہ منکر ہے اور پہلی نیکی سے پریشانی نہیں ہوتی کیونکہ وہ معروف ہے، جان پہچان کی چیز ہے، فطرت اس سے مانوس ہے جبکہ نافرمانی انسانی فطرت کے خلاف ہے، پہلے گناہ پر طبیعت اسی لئے پریشان ہوتی ہے

لیکن پھر مسلسل ارتکاب سے دل مردہ ہوجاتا ہے، پھر نافرمانی اس کے لئے غذا بن جاتی ہے، تلملاتا رہتا ہے، جب تک اس کو کوئی منکر نہ ملے، جب تک گناہ نہ کرلے پریشان رہتا ہے۔ جب عادت بگڑ جاتی ہے تو بغیر تمبا کو کھائے چین نہیں ملتا اور جو تمبا کو نہیں کھاتے وہ اگر کھالیں تو پسینہ آجائے، بے ہوش ہوجائیں۔لیکن اگر تمبا کو کی تھوڑی تھوڑی عادت پڑ جائے تو چار چھ مہینے کے بعد اگر تمبا کو نہ ملے تو اس کو تلاش کرتا ہے، سید صاحب، شیخ صاحب، خان صاحب غرض بہت ہی معزز لوگ بھی بھنگی سے حقہ مانگ لیتے ہیں کہ بھئی اپنے چلم سے ذرا ایک کش ہمیں کھینچ لینے دو، جس حقہ میں وہ بھنگی پی رہا ہے اسی حقہ میں سے حصہ مانگ لیتے ہیں کیونکہ اب حقہ کے عادی ہوگئے۔اسی طرح نفس بھی بدمعاش ہے، جب یہ گناہ کا عادی ہوجاتا ہے پھر اگر اس کو گناہ نہ ملے تو تلاش کرتا ہے، یہی حسینوں سے پٹواتا ہے، معشوقوں سے گالی کھلواتا ہے، ساری شرافت ختم ہوجاتی ہے۔ جب معشوق انہیں گالیاں دیتا ہے تو بعض خبیث الطبع لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی گالیاں کھا کر کہتے ہیں کہ آپ کی گالی تو مٹھائی ہے لیکن یہی معشوق جب بڈھا ہوجاتا ہے تو اس سے کتراتے ہیں، اس کی ملاقات سے گھبراتے ہیں۔ پھر خود کو ہزار گالیاں دیتا ہے کہ تو نے شیطانی کی مگر جب بدمعاشی کررہا تھا اس وقت اس شیطان کو اپنی شیطانیت کا بھی احساس نہیں تھا، اصلی بیوقوف وہ ہے جو اپنے کو بیوقوف نہ سمجھتا ہو حالانکہ وہ ہوتا بے وقوف ہے لیکن خود کو عقلمند سمجھتا ہے، اسی طرح اصلی شیطان وہ ہے جس کو اپنی شیطانیت پر ندامت نہ ہو۔

تو عادت بُری بلا ہے، اس لئے گناہوں سے بچو، بُری عادت نہ ڈالو، عادت بُری ہونے کے اسباب سے بھی بچو، ورنہ اگر عادت بگڑ گئی تو کتّے کی دم کی طرح ہوجائے گی کہ برسوں بانس میں رکھا لیکن جب نکالا تو ٹیڑھی تھی، لیکن کتّے کی دم میں اور انسان میں فرق ہے۔انسان اگر ایک عرصہ تک گناہ نہ کرے اور نیک صحبت میں رہے اور گناہ کا خیال بھی نہ لائے تو دھیرے دھیرے ایک زمانہ آتا ہے کہ وہ نیک ہوجاتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ذرا سی بھی نافرمانی ہوجائے تو تڑپ جاتا ہے، جیسے قطب نما کی سوئی ہوتی ہے

کہ جب سوئی کا قبلہ بدل جاتا ہے تو پتا چل جاتا ہے کہ اس کا قبلہ بدلا ہوا ہے۔اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس کی سوئی بے چین رہتی ہے، جب تک قبلہ درست نہیں کر لیتی مسلسل پریشان و بے چین رہتی ہے، ہلتی رہتی ہے اور جب قطب نما کا قبلہ درست ہوجاتا ہے تو سکون میں آجاتی ہے۔

تو اجنبی سے لوگ خود کو بچاتے ہیں، اس کو بھگاتے ہیں تو گناہ بھی اجنبی ہے، اس کو کیوں نہیں بھگاتے ؟ اس میں تو کام کچھ نہیں کرنا ہے، کام نہ کرو اور مزدوری لے لو، اللہ کے سوا کون ایسا کریم ہے کہ کام نہ کرکے مزدوری دے اور بڑی بڑھیا مزدوری دے یعنی حلاوتِ ایمانی۔ بالفاظِ دیگر اللہ تعالیٰ خود خوں بہا ہیں، خونِ تمنائے حرام کے خوں بہا میں اللہ تعالیٰ اپنے کو پیش کرتے ہیں۔ثواب کی لالچ نہیں دی کہ تمہیں ثواب دیں گے، نہیں! ہم خود تمہیں مل جائیں گے، خود اپنی ذات تمہیں دے دیں گے۔ کتنی بڑی بات ہے کہ ہماری تمناؤں کے خون کا خوں بہا خود اللہ تعالیٰ ہیں۔ ہم اپنے خونِ تمنا کی قیمت تو پہچانیں کہ اس خون کے بدلہ میں اللہ نے اپنی ذات کو رکھا ہے کہ تم ناجائز تمناؤں کا خون کرو تو ہم اپنی ذات تم کو پیش کردیں گے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے دلوں کو توڑ کر چُور کردیتے ہیں ان کے ٹوٹے دلوں کی اللہ تعالیٰ تعمیر کرتے ہیں، اس پر میرا شعر ہے ؎

ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں	مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

دیکھئے! میں نے ویرانی کو مبارک باد پیش کی ہے، جو دل خدا کی راہ میں شکستہ، خستہ اور ٹوٹا ہوا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ یہ میری راہ میں ٹوٹا ہے تو اس ٹوٹے ہوئے دل کو اپنی الفت دے کر اس پر اپنی الفت کی اَلفی لگاتے ہیں۔(الفی ٹوٹے ہوئے برتنوں کو جوڑنے والے ایک لوشن (Lotion) کا نام ہے۔جامع) لہٰذا اے دنیا والو! میں اپنے دل کے ٹوٹنے پر افسوس نہیں کرتا ہوں کہ تم سمجھو کہ یہ مولوی بڑے گھاٹے میں ہیں، تمہیں کیا خبر کہ ہم بہت نفع میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے ہماری تعمیر ہورہی ہے۔ سرکاری خزانے سے ہماری تعمیر ہورہی ہے۔ دنیا میں زلزلہ آتا ہے تو دنیاوی حکومتیں سیمنٹ،

بجری اورلوہے سے تعمیر کرتی ہیں لیکن ٹوٹے ہوئے دلوں کی تعمیر اللہ تعالیٰ حلاوتِ ایمانی سے کرتے ہیں، ایمان کی مٹھاس دیتے ہیں، خونِ تمنا کا خوں بہا اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ذات کو رکھا ہے۔ واللہ! یہ اجر اور یہ بشارت کسی چیز میں نہیں رکھی، ایسی لذت کسی چیز میں نہیں رکھی، دل مست ہو جاتا ہے، دل تو ٹوٹا مگر مست ہو گیا۔ میرا شعر ہے ؎

رکھتا ہے مجھ کو مست خزانہ یہ قلب کا
ہوں اپنے دل میں دفن کچھ ارماں کئے ہوئے

اگر اس معاملہ میں ہمت سے کام نہ لیا تو پوری زندگی ناقص رہو گے، ناقص رہو گے، ہرگز کمالِ ایمان، اولیائے صدیقین کا ایمان نہیں ملے گا۔ اولیائے صدیقین کون ہوتے ہیں؟ صدیقین کا درجہ نبیین کے بعد ہے۔ قرآنِ پاک میں ہے **مِنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ**، ان کے بعد ہے **وَالشُّهَدَآءِ** جو اگرچہ جان بھی دیتے ہیں لیکن صدیقین سے پیچھے ہیں کیونکہ صدیق زندہ شہید ہوتا ہے ؎

کسی کے زندہ شہید ہیں ہم، نہیں یہ حسرت کہ سر نہیں ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے بسا زندہ شہیدے معتمد

بہت سے لوگ شہید ہیں اور زندہ بھی ہیں اور یہ شہادت ان کی معتبر بھی ہے، جسم سے تو خون نہیں بہا لیکن اندر اندر دل کا خون ہو گیا، اس لئے یہ زندگی ہی میں شہید ہیں۔ یہ کون لوگ ہیں؟ جو اپنی خواہش کا خون کرتے ہیں بلکہ خون پیتے ہیں اور اللہ کو راضی رکھتے ہیں۔ کیا مقام ہے ان کا! ہر وقت دل پر آرا چلتا ہے لیکن مجال نہیں کہ اپنی نگاہ کو ناپاک کرلیں۔ اللہ ان کے مجاہدات کو، ان کی باطنی شہادت کو دیکھتا ہے کہ میرے بندے باطن میں شہید ہو گئے۔ نہ گوری کو دیکھتے ہیں نہ کالی کو دیکھتے ہیں۔ میرا شعر ہے ؎

نہ کالی کو دیکھ نہ گوری کو دیکھ
اُسے دیکھ جس نے انہیں رنگ بخشا

انہیں اللہ نے رنگ بخشا ہے۔تم ریسرچ کرلو کہ ماں کے پیٹ میں کون سی سائنسی مشین داخل ہوئی تھی جس نے کسی کو کالا کر دیا، کسی کو گورا کر دیا؟ تحقیق کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ یہ سب اللہ کی قدرت کے تماشے ہیں، جس کو چاہا کالا کر دیا، جس کو چاہا گورا کر دیا۔

تقویٰ نام ہے اپنے اختیار سے گناہ چھوڑنے کا

ارشاد فرمایا کہ تصوف نام عمل کا ہے، باتوں کا نام نہیں ہے، نہ باتوں کو نوٹ کرنا، نہ یاد کرلینا، نہ نقلِ ملفوظات تصوف کا نام ہے۔ بزرگوں کی باتوں کو نقل کر دینا کافی نہیں ہے، بزرگوں کی باتوں پر عمل کرنا چاہیے، عمل کرنے سے کام بنے گا۔

قدم بایدت در طریقت نہ دَم

سلوک اور طریق میں قدم کی ضرورت ہے، باتیں بنانے سے، دَم مارنے سے کام نہیں بنتا، بس یہ راستہ بہت آسان ہے۔

جو آسان کرلو تو ہے عشق آساں
جو دشوار کرلو تو دشواریاں ہیں

ہم یہ پوچھتے ہیں کہ حسینوں کو دیکھنے سے کیا ملتا ہے؟ بے چینی، پریشانی، تڑپنا، للچانا اور ناشکری کہ اے کاش یہ ہمیں ملی ہوتی، یہ ہمیں کیوں نہیں ملی؟ بتائیے یہ اللہ کی ناشکری ہے یا نہیں؟ پھر یہ کہ دنیا میں پانچ سال کے بعد حکومتیں بدل جاتی ہیں، اسی طرح حسینوں کی حکومت بھی پانچ سال بعد دیکھئے تو بدلی ہوئی ملے گی، زندگی ہی میں بڑھاپا آجاتا ہے اور شکل بگڑ جاتی ہے۔

میرؔ کا معشوق جب بڈھا ہوا
بھاگ نکلے میرؔ بڈھے حسن سے

کوئی بڈھے معشوق کو پسند کرتا ہے؟ ہندو، عیسائی اور یہودی بھی پسند نہیں کرتے لہٰذا اگر آپ نے بڑھاپے میں حسینوں سے نظر کو پھیرا تو کیا پھیرا؟ عالمِ شباب میں نظر بچانا کمال ہے، یہ مومنِ کامل یعنی اللہ کے دوستوں کا کام ہے، کسی کافر وفاسق کا نصیبہ نہیں۔ لہٰذا جب خوب

طاقت جوانی کی ہو اس وقت اللہ پر فدا ہو جاؤ۔ بتائیے! جوان بکرے کی قربانی میں زیادہ ثواب ہے یا بڈھے بکرے کی؟ جیتے جی اللہ پر فدا ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ مردہ قبول نہیں کرتا۔ مردہ اگر کہے کہ میں نے سب گناہ چھوڑ دیئے تو کیا وہ متقی ہو جائے گا؟ نہیں، کیونکہ اس نے گناہ چھوڑے نہیں ہیں، گناہ اس سے مجبوراً چھوٹ گئے ہیں اور متقی وہ ہوتا ہے جو اپنے اختیار سے گناہوں کو چھوڑتا ہے، تقویٰ نام ہے: كَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْهَوٰى یعنی گناہوں کے تقاضوں کے باجود گناہ نہ کرنا، اس کا نام تقویٰ ہے۔

بڑھاپے میں حسینوں کا حال

ارشاد فرمایا کہ اگر ان حسینوں کو دیکھنا نہ چھوڑا تو بتاؤ! اسّی برس کا لڑکا اور اسّی برس کی لڑکی جب آپ کے پاس آئے گی تب اس کو دیکھنے کو دل چاہے گا؟ تب تو اس کو دیکھ کر گدھے کی طرح بھاگو گے۔ جب ایسا شخص بھاگنے لگے تو اس پر جوتے برساؤ کہ اب کیوں بھاگتا ہے؟ کیا تجھے نہیں معلوم تھا کہ ایک دن یہ اسّی برس کی ہو گی یا اسّی برس کا ہو گا؟ جوانی سے تم نے کیوں دھوکہ کھایا؟ اور اگر دونوں کو رعشہ ہو گیا اور بڈھے بڑھیا دونوں معانقہ کرنا چاہ رہے ہیں تو معانقہ کے وقت عجیب منظر ہو گا کہ عاشق و معشوق گردن کپکپاتے ہوئے معانقہ کرنے جا رہے ہیں لیکن جب دونوں نے گردن ملانی چاہی تو ایک نے اثبات کیا، دوسرے نے بے اختیار گردن نفی میں ہلا دی کیونکہ ان کے اختیار میں نہیں تھا کہ نفی اثبات ساتھ ساتھ ہو۔ اس لئے ایک نے گردن ملائی تو دوسرے نے بے اختیار دوسری طرف دھکیل دی۔ کیا دنیا ہے! ایسی سڑی ہوئی دنیا پر مرنے والا انتہائی بیوقوف اور گدھا ہے چاہے کتنا ہی بی کام، گریجویٹ، اَپ ٹو ڈیٹ (Up to Date) ہو۔ اللہ کے لئے توبہ کرلو، اللہ کے لئے رحم کرلو اپنی جان پر، اللہ کے لئے رحم کرلو اپنی جان پر، میں اللہ ہی کے لئے کہتا ہوں کہ اللہ کے لئے اپنی جان پر رحم کرو۔

چہرہ ترجمانِ دل ہوتا ہے

ارشاد فرمایا کہ چہرہ ترجمانِ دل ہوتا ہے، جو دل میں ہو گا اس کے اثرات

چہرے سے ظاہر ہوں گے، لہٰذا اللہ کے لئے اپنے چہروں کو ذلیل نہ کرو۔ ایک شخص بدنظری کر کے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آ بیٹھا، آپ نے فرمایا کہ کیا حال ہے ایسی قوموں کا جو آنکھوں سے زنا کرتے ہیں۔ دل میں جو چیز ہوگی چہرہ اسی کا ترجمان ہوگا، یہ عجیب بات شاید مجھ ہی سے سنو گے، کتابوں میں نہیں پاؤ گے۔ اگر دل میں کفر ہے تو چہرہ ترجمانِ کفر ہوتا ہے، اگر دل میں نفاق ہے تو چہرہ نفاق کا ترجمان ہوتا ہے، اگر دل میں کسی لڑکے کا عشق ہے تو چہرہ مقامِ گُو کا ترجمان ہوگا اور اس پر گندگی کے اثرات ہوں گے، چہرے پر منحوسیت ٹپکے گی، اور اگر دل میں کسی عورت کا ناجائز عشق ہے تو چہرہ لعنتی مقام کی ترجمانی کرے گا۔ دل میں جو ہوتا ہے اس کا عکس چہرے پر آجاتا ہے۔ لہٰذا دل کو صاف رکھنے کا، اللہ والا رکھنے کا انتظام کرو تا کہ ہمارا چہرہ اللہ کی ترجمانی کرے۔ اگر دل میں صرف اللہ ہے، سب غیر اللہ کو نکال دیا تو چہرہ اللہ کا ترجمان ہوگا۔ اس لئے اولیاء اللہ کی شان میں حدیثِ پاک ہے:

((اَوْلِیَآءُ اللہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللہُ))

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیة)، ج ۱ ص ۲۱۴، رقم الحدیث ۱۷۷۹)

جب ان کو دیکھا جاتا ہے تو اللہ یاد آجاتا ہے کیونکہ ان کے دل میں اللہ ہے، اس لئے ان کا چہرہ اللہ کا ترجمان ہے۔ کافروں کی، انگریزوں کی کھال کتنی گوری ہے لیکن چہرے پر کیسی بے رونقی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ چہرے پر دھواں اُڑ رہا ہے۔ لہٰذا دل میں اگر مُردوں کا عشق ہے تو چہرہ ترجمانِ مُردگاں ہوگا۔ اہلِ دل، اہلِ نظر اور اہلِ روشن ضمیر بتا دیتے ہیں کہ اس کے چہرے سے بدمعاشی ٹپک رہی ہے چاہے وہ کتنا ہی چھپائے اور صابن سے منہ دھولے لیکن صابن سے دھونے سے چہرہ نہیں بدلتا کیونکہ دل میں جو چیز ہوگی چہرے پر آجائے گی۔

عشقِ مجازی کا حاصل گندے مقامات ہیں

ارشاد فرمایا کہ عشقِ مجازی خواہ عورتوں کا ہو یا لڑکوں کا اس کا حاصل کیا ہے؟

اس کا حاصل گناہ کے گندے مقامات ہیں۔عشقِ مجازی کی آخری منزل گناہ پر ختم ہوتی ہے۔ میرا شعر ہے ؎

عشقِ بتاں کی منزلیں، ختم ہیں سب گناہ پر
جس کی ہو ابتداء غلط، کیسے صحیح ہو انتہاء

بدنظری عشقِ مجازی کی ابتداء ہے جو حرام ہے۔پس جس فعل کی ابتداء ہی غلط ہو اس کی انتہاء کیسے صحیح ہوگی؟ اس لئے اگر اللہ کو لینا ہے تو یہ کوشش کرو اور اس کوشش میں جان کی بازی لگا دو کہ دل میں کوئی غیر نہ آجائے ؎

نہ کوئی غیر آجائے، نہ کوئی راہ پا جائے
حریمِ دل کا احمد اپنے ہر دم پاسباں رہنا

غیر اللہ کی نفی کے بعد اللہ ہی اللہ ہے، جب دل میں غیر اللہ نہیں تو اللہ ہی اللہ ہوگا۔حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسئلہ بتایا ہے کہ کسی شخص نے نماز پڑھی اور اللہ کے لئے نیت نہیں کی یعنی کوئی عمل کیا لیکن اللہ کی رضا کی نیت نہیں کی لیکن اس کی نیت غیر اللہ کے لئے بھی نہیں تھی تو حضرت فرماتے ہیں کہ یہ عمل اللہ ہی کے لئے ہے، کیونکہ جب غیر اللہ نہ ہو تو سمجھ لو اللہ ہی اللہ ہے۔جیسے اب اس وقت اللہ ہی اللہ ہے۔آسمان دیکھو تو اللہ، زمین دیکھو تو اللہ، پانی دیکھو تو اللہ، درختوں کو دیکھو تو اللہ۔ ہر طرف اللہ ہے۔یہ منظر کتنا پیارا ہے، درخت ہیں، جھیل ہے، آسمان ہے، ہر ذرّے سے اللہ کی آواز آرہی ہے۔بس غیر اللہ نہ ہو تو سارے عالَم میں اللہ ہی اللہ نظر آئے گا۔

عشقِ مجازی موجبِ لعنتِ خداوندی ہے

ارشاد فرمایا کہ بہت بدنصیب، بدقسمت ہے وہ جو کسی مردار پر عاشق رہے کیونکہ آخر میں ۸۰ برس کی عمر میں یہ عشق باقی نہیں رہے گا۔جس شخص کی نظر حال پر ہو، انجام پر نہ ہو، یہ شخص بین الاقوامی بیوقوف اور اُلّو ہے کیونکہ عقل کی بین الاقوامی تعریف انجام بینی ہے۔جس کی نظر انجام پر ہو وہ عقلمند ہے۔عقل کی بین الاقوامی تعریف کے مطابق

مرنے والوں پر عاشق ہونے والے سب اُلّو ہیں۔ جانتے ہیں کہ ہم اُلّو پنا کر رہے ہیں مگر پھر بھی اُلّو پنا کرتے ہیں، جانتے ہیں کہ نامحرم عورتوں کو دیکھنا بُرا کام ہے، لڑکوں کو دیکھنا بُرا کام ہے لیکن گدھے، اُلّو اور بندر کی طرح انجام سے غافل ہوکر دیکھتے ہیں۔ بتایئے اس وقت عقل رہتی ہے؟ کیوں بدنظری کرتے ہو کہ اللہ کی لعنت برسے، لَعَنَ اللہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ بدنظری کرنے والے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا ہے کہ اے اللہ! ناظر اور منظور پر لعنت برسا۔ ناظر پر بھی اللہ کی لعنت ہو اور منظور پر بھی لعنت ہو، یہاں منظورہ نہیں فرمایا کیونکہ عورت متعین نہیں ہے، اس میں لڑکے بھی داخل ہیں۔ حضرت ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں ناظر اور منظور ہے، ناظرہ اور منظورہ نہیں ہے کیونکہ تبعاً عورتیں خود اس میں شامل ہیں۔ بس نظر کرنے والا اور نظر کرنے والی اور جو اپنے آپ کو بدنظری کے واسطے پیش کرتا ہو یا کرتی ہو دونوں پر لعنت آئی ہے۔

اور لعنت ضد ہے رحمت کی، لعنت کے کیا معنی ہیں: اَلْبُعْدُ عَنِ الرَّحْمَةِ رحمتِ الٰہیہ سے دوری۔ جب بدنظری کی تو اللہ کی رحمت ہٹ گئی اور جب اللہ کی رحمت ہٹی تو اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ کا سایہ ہٹا۔ اب یہ شخص نفسِ اَمّارہ کی گود میں ہے اور نفسِ اَمّارہ سب سے بڑا دشمن ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارا نفس ہے جو تمہارے پہلو میں ہے۔ پس جو دشمن کی گود میں ہوگا کیا اس کو کوئی عزت ملے گی؟ اللہ کی ستاری ہے، پردہ پوشی ہے، اگر انسان کے کرتوت پر اللہ کی ستاری کا پردہ نہ ہو تو اتنے جوتے پڑیں کہ سر پر ایک بال بھی نہ رہے۔ پس اگر چاہتے ہو کہ غیر اللہ سے پاک رہو تو اللہ سے محبت کرو اور اللہ والوں سے محبت کرو کیونکہ اللہ کی رحمت کا سایہ ملتا ہے اللہ والوں کے پاس، ان کے پاس رحمت برستی ہے کیونکہ وہ دریائے خون عبور کئے ہوئے ہیں ؎

عارفاں زانند ہر دم آمنوں	کہ گذر کردند از دریائے خوں

عارفین ہر وقت امن میں کیوں ہیں؟ اس لئے کہ وہ دریائے خون سے گذر کر آئے ہیں، معمولی مجاہدہ تھوڑی کیا ہے! دریائے خون سے عبور کیا ہے۔

عشقِ مجازی سراسر دھوکہ ہے

ارشاد فرمایا کہ مجاز زبردست دھوکہ ہے۔ دیکھو! سولہ سال کے لڑکے پر ایک شخص عاشق ہوگیا، اس کے تل پر سمرقند و بخارا فدا کررہا ہے۔ وہی لڑکا جب پچاس سال کا ہوگیا، بال سفید ہوگئے تب وہ آیا اور اس نے کہا کہ سمرقند و بخارا آپ مجھ پر فدا کرنے کے لئے کہا کرتے تھے، اب سمرقند و بخارا کا کچھ حصہ ہی دے دیجئے، بخارا نہ دے سکیں تو سمرقند دے دیجئے، سمرقند نہ دے سکیں تو بخارا دے دیجئے کیونکہ آج کل کڑکی ہے، کنبہ بڑا ہے، بارہ پوتوں کا دادا ہوں، نونواسوں کا نانا ہوں۔ تو قدیم عاشق نے کہا کہ اب میں بخارا تو کیا آلو بخارا بھی نہیں دے سکتا، اس نے کہا کیوں؟ کہا کیونکہ تجھے دیکھ کر بخار آرہا ہے۔ ایسے ہی پندرہ سال کی لڑکی کو دیکھ کر بادشاہوں کی رال ٹپک رہی ہے لیکن جب وہ اسّی سال کی ہوکے آئے گی، آنکھیں اندر دھنسی ہوئی، ناک چپٹی اور منہ سے رال بہہ رہی ہے اور لٹھیا ہاتھ میں ہے، کمر جھکی ہوئی ہے اور پونے گیارہ نمبر کا چشمہ لگا ہوا ہے، بتاؤ! اب رال بہے گی بادشاہوں کی؟ تو حسن کا یہ انجام ہونے والا ہے۔ اب اس کے بعد بھی اگر کوئی بدنگاہی کرے تو اس کی بدبختی اور بدنصیبی ہے۔ وہ شخص انٹرنیشنل ڈنکی اینڈ منکی (Donkey & Monkey) ہے جو حسنِ فانی پر مرتا ہے۔ اور اللہ باقی ہے جس پر کبھی فنا نہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہی عقلمند ہیں۔

بدنگاہی آنکھوں کا زنا ہے

اس کے بعد مولانا منصور الحق صاحب نے اپنا یہ شعر ترنم سے پڑھا ؎

نگاہوں کی چوری کو ہلکا سمجھتے، یوں ہی نورِ تقویٰ فنا کرتے رہتے
اگر شاہِ اختر کی صحبت نہ ملتی تو ہم سب نظر کا زنا کرتے رہتے

تو حضرت والا نے فرمایا کہ یہ شعر بخاری شریف کی حدیث: **زِنَی الْعَیْنِ النَّظَرُ** کا پورا ترجمہ ہے، آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔ لوگ اس کو معمولی گناہ سمجھتے ہیں کہ ارے صاحب!

نہ لیا نہ دیا صرف دیکھ لیا، مولوی لوگ خواہ مخواہ شور مچا رہے ہیں لیکن مولوی لوگ شور نہیں مچا رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو آنکھوں کا زنا فرما رہے ہیں۔ مولانا منصور الحق صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! بخاری شریف تو ہم نے بہت عرصہ پہلے پڑھی بھی تھی اور اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ پڑھائی بھی لیکن اس مضمونِ حدیث پر عمل ہمیں آپ کی بدولت حاصل ہوا ہے، اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

حسنِ مجازی سے نجات دلانے والا شعر

ارشاد فرمایا کہ میرا امریکہ کا سفر ہو رہا تھا تو جرمنی کے فرینکفرٹ ائیر پورٹ پر ایک لڑکی بہت ہی نازک، بہت ہی شوخ، بہت ہی بدتمیز اس نے اس قدر آفت مچا دی کہ ہمارے احباب پریشان ہوگئے، کبھی بے ضرورت آ کر منہ سے منہ ملا کر بات کرتی، پھر مُڑ کر جاتی اور پیچھا دِکھاتی۔ ہمارے ایک دوست جو ساتھ تھے مجھ سے کہنے لگے کہ یہ لڑکی تو مجھے پاگل کیئے دے رہی ہے۔ میں نے کہا کہ اس کو دیکھو مت اور آنکھ بند کر کے میرا یہ شعر پڑھو کیونکہ دیکھنے کے بعد عقل خراب ہو جاتی ہے، کوئی فائدہ قرآنِ پاک اور حدیثِ پاک کا نہیں پہنچے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((مَا رَأَيْتُ مِنْ نَّاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدٰكُنَّ ۔ متفق علیہ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، کتاب الایمان، ص ۱۳)

کہ عورتیں آدھی عقل کی ہیں مگر پوری عقل والوں کی عقل اُڑا دیتی ہیں، اور دیکھنے سے جب عقل ہی سلامت نہیں رہے گی تو جو گناہ کر لے وہ کم ہے۔ تو میں نے کہا کہ اُدھر مت دیکھو اور آنکھ بند کر کے میرا یہ شعر پڑھو، اگر دیکھ کر پڑھو گے تو یہ شعر بے اثر ہو جائے گا کیونکہ دیکھنے سے لعنت برستی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا ہے: **لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَ الْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ** جب اسے دیکھو گے تو لعنت میں گرفتار ہو جاؤ گے، پھر رحمت کیسے پاؤ گے؟ نظر بچانا سببِ رحمت ہے۔ جب کوئی نظر بچاتا ہے تو اس پر رحمت

برستی ہے اور تم لعنتی کام کر کے امیدوارِ رحمت ہو؟ اُدھر مت دیکھو، جب نہ دیکھو گے تو لعنت کا برسنا رُک گیا، اب حصولِ رحمت کی ترکیب کرو۔ شعر یاد کرلو، بڑے کام کا ہے، میرا شعر کوئی ہنسی مذاق کے لئے نہیں ہے، اصلاح کے لئے ہے۔ میں نے کہا ٹیڈی اگر مل بھی جائے تو اس کے پاس کیا ہے ؎

آگے سے مُوت پیچھے سے گُو
اے میرؔ جلدی سے کر آخ تھو

ان حسینوں کے پاس گُو مُوت کے سوا کیا ہے؟ میرا شعر ہے ؎

آگے بڑھا تو اس نے مجھے مُوت دے دیا
پیچھے پڑا تو اس نے مجھے گُو چکھا دیا

عورتوں کے آگے سے مُوت نکلتا ہے اور پیچھے سے گُو اور یہی حال لڑکوں کا بھی ہے، حسین لڑکیاں ہوں یا بے ریش لڑکے ہوں یا داڑھی والے ہوں مگر ان میں کشش ہو، ان کو دیکھنے کو دل چاہے تو جتنا گناہ لڑکی کو دیکھنے کا ہے اتنا ہی گناہ لڑکوں کو دیکھنے کا ہے۔ کسی کی لڑکوں کو دیکھنے کی عادت ہوتی ہے، کسی کی لڑکی کو دیکھنے کی عادت ہوتی ہے، کسی کو دونوں عادتیں ہوتی ہیں، لڑکی ملی تو اس کو دیکھ لیا اور لڑکا ملا تو اس کو دیکھ لیا، یہ سب باتیں شریعت میں حرام ہیں۔ اللہ کے غضب سے ڈریئے۔ عورت کو بھی جب تک ایجاب وقبول نہ ہو نہیں دیکھ سکتے، ہاں! جب نکاح ہوگیا اب رات بھر دیکھئے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ لڑکا تو کسی وقت حلال ہو ہی نہیں سکتا، لڑکی تو حلال ہوسکتی ہے۔ مان لو اس کا شوہر مر گیا تو فیلڈ خالی ہے، آپ نے پیغام دیا اور وہاں سے قبول ہوگیا تو کام بن گیا، عورت حلال ہوگئی جبکہ ایک زمانہ میں حرام تھی مگر لڑکا کبھی بھی حلال نہیں ہوسکتا، بچپن سے لے کر آخری عمر تک کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرے گا جو حلال ہو۔ ان کو دیکھنا ہمیشہ حرام ہے، شہوت کے خیال سے بھی یا یہ سمجھ کر کہ لیا نہ دیا صرف دیکھ لیا، یہ بھی حرام ہے۔ جتنی زیادہ عمر ہوگی اتنی ہی زیادہ اس کی حرمت سمجھ میں آجائے گی۔ جیسے جیسے عمر بڑھے گی، بابا بنا، پھر دادا بنا، پھر

پر دادا بنا، پھر قبر میں ختم ہو گیا، پھر اپنے منہ پر جوتے مارنے کو دل چاہے گا کہ ہم نے کہاں اپنی زندگی ضائع کی لیکن اس وقت پچھتانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

تو میرا یہ شعر بعض لوگ دیکھ کر پڑھتے ہیں ان کو کچھ فائدہ نہیں ملتا، جو دیکھے گا پھر اس کو گُو مُوت کہاں نظر آتا ہے۔ اگر ان حسینوں کے سوراخ میں مشک وزعفران ہوتا تو پھر بہت کم لوگ ولی اللہ ہوتے۔ جتنے فقیر ہیں سب پیالے لے کر کھڑے رہتے کہ میرے پیارے! ذرا سا ایک لینڈ نکال دے، گھر میں آٹا نہیں ہے، بچے بھوکے مر رہے ہیں لیکن اللہ نے پرچہ آسان کر دیا۔ اس لذت کے مقام پر پیشاب اور پاخانے کا مرکز بھی متصل ہے تاکہ میرے عاشقوں کو نظر بچانا آسان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان اور ان کی رحمت ہے کہ گُو اور مُوت کی وجہ سے بچنا آسان ہو گیا۔ اس کے باوجود جو دیکھتا ہے تو وہ خود ذمہ دار ہے اور اپنے لئے مشکل پیدا کر رہا ہے۔

جو آسان کرلو تو ہے عشق آساں
جو دشوار کرلو تو دشواریاں ہیں

بدنظری سے راہِ سلوک نہایت دشوار ہو جاتی ہے کیونکہ لعنت کا مورَد ہے۔ لعنتی آدمی کا راستہ آسان کے بجائے دشوار ہوگا، وہ کیسے اللہ تک پہنچے گا؟ بدنظری آنکھوں کا زنا ہے اور زنا کر کے کوئی اللہ کا راستہ کیسے طے کر سکتا ہے؟ کیسے اللہ تک پہنچ سکتا ہے؟ کیا آنکھوں کا زانی اللہ کا ولی ہو سکتا ہے؟ تو آنکھوں کے زنا سے مکمل طور پر بچو۔ دانت پیس لو۔ گھر سے جب نکلو تو نفس سے کہو کہ خبردار! اگر حسینوں کو دیکھا تو گردن مروڑ دوں گا۔ ان کے سوراخوں میں گندگی ہے، پھر بھی لوگ ایمان ضائع کر رہے ہیں، مشک وزعفران ہوتا تو ایمان بالکل ہی کھو دیتے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو خود گندے اعمال میں مبتلا ہیں مگر تقدس مآبی دکھانے کے لئے کہتے ہیں کہ فلاں صوفی صاحب کیسی فحش بات کرتے ہیں، ایسی بات تہذیب کے خلاف ہے، اور خود تہذیب کا پردہ چاک کرتے ہیں اور بدفعلی کرتے ہیں مگر دوسروں پر تقدس مآبی ظاہر کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ ہماری طبیعت شرمیلی ہے، ایسی

گندی بات سن کرہمیں تو بہت تکلیف ہوئی، وہ ایسی بات بیان کرتے ہیں جس سے بہت شرم معلوم ہوتی ہے۔ بتایئے! باتیں بنانا اور اس گندے فعل سے نفرت دلانا بُرا ہے یا چھپ چھپ کر بدمعاشی کرنا بُرا ہے؟

بدنظری کا سب سے بڑا نقصان

حضرت والا نے مولانا منصور الحق صاحب سے اشعار سنانے کو فرمایا۔ مولانا نے اپنے اس شعر سے ابتداء کی ؎

بدنظری جو کرلیتا ہے روزانہ لٹل بٹ(Little Bit)

وہ تاجِ ولایت کے لئے رہتا ہے اَن فٹ(Unfit)

ارشاد فرمایا کہ ان کا شعر میرے وعظ کا خلاصہ ہے۔ وہ شخص اللہ کا ولی بننے سے محروم رہتا ہے جو بدنظری کرتا ہے، محض مردہ لاشوں کو دیکھنے سے اور بدنظری کر کے لذت کشید کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ولایت سے محروم رہتا ہے اور اسی حالت میں مرجاتا ہے۔ ساری زندگی بدنظری کے لعنتی گناہ میں مبتلا رہتا ہے اور چونکہ عادت پرانی ہوجاتی ہے تو غیر شعوری طور پر بدنظری کرتا ہے۔ بدنظری کرنے والا اسی لعنتی زندگی کے ساتھ مرجاتا ہے۔ اس کو پتا بھی نہیں کہ میں اپنا کتنا نقصان کر رہا ہوں، خود کو کتنا بڑا نقصان پہنچا رہا ہوں۔ اللہ کی دوستی سے محروم ہوجانا کیا معمولی نقصان ہے؟ یہی کہتا ہوں کہ اگر اس کے نقصان کا استحضار ہوجائے تو ہر سانس، ہر سیکنڈ حفاظتِ نظر کی توفیق ہوجائے، ہر وقت چوکنا رہے کہ میرا نفس مجھے دھوکہ تو نہیں دے رہا ہے۔ نفس کا احتساب کرے کہ اُدھر تُو نے کیوں دیکھا، کیا اُس کو دیکھنا ضروری تھا؟ سڑک پر موٹریں چل رہی ہیں تو موٹروں کے ڈرائیور کو دیکھنے کی کیا ضرورت ہے کہ عورت چلا رہی ہے یا مرد؟ آپ ریسرچ آفیسر تو نہیں لگائے گئے ہیں کہ عورت چلا رہی ہے یا مرد۔ آنکھ بند کرلو، اللہ کا نام لو، اللہ کی یاد میں رہو۔ مگر کیا کہیں! جب خبیث لذت کی عادت ہوجاتی ہے تو غیر شعوری طور پر اس کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ میں کیا کر رہا ہوں، جب کچھ دن شعوری زندگی گذار لے تب احساس بیدار رہتا ہے۔

حسنِ مجازی کی حقیقت تین (۳) بدبودار ملک ہیں

پھر مولانا منصور صاحب سے فرمایا کہ پڑھیے۔ مولانا نے یہ شعر پڑھا ؎

جو حسنِ مجازی سے کنارا نہیں کرتا

وہ عشقِ خدا کے لئے پاتا نہیں پرمٹ (Permit)

حضرت والا نے فرمایا کہ کیا عمدہ شعر ہے، زبردست شعر ہے اور فرمایا کہ یہ زندگی ایک ہی دفعہ ملی ہے، اگر اس کو بدنظری اور حسنِ مجاز میں ضائع کردیا تو حسنِ مجاز کے پاس کیا ہے؟ اگر ان کی ریسرچ کیجئے تو پیٹ میں پاخانہ ہے، پیشاب ہے اور ریاح ہے یعنی بدبودار ہوا۔ یہ تین ملک ہیں ان حسینوں کے پاس۔ ان تینوں ملکوں کے علاوہ چوتھا ملک نہیں ہے۔ پھر چند سال کے بعد وہی شکل ایسی بُری ہوجاتی ہے، ایسی بدل جاتی ہے کہ اس کو دیکھ کر شرم آتی ہے کہ میں نے کہاں زندگی کو ضائع کیا۔ پانچ سال میں تو حکومتیں بدل جاتی ہیں، حسن کی حکومت بھی پانچ سال کے بعد بدل جاتی ہے۔

مولانا یونس پٹیل صاحب نے عرض کیا کہ ہم حضرت والا کے ارشادات سناتے رہتے ہیں تو ایک شخص نے کہا کہ بیوی کے پاس بھی تو یہی تین ملک ہیں۔ فرمایا کہ وہ حلال ہے، اسی لئے حلال کو حلال کرتے ہیں اور جب تک بیوی نہیں ملی تھی تب تک صبر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ** (سورۃ الزمر: آیۃ ۳۶) کاف نکرہ ہے، تحت النفی واقع ہوا ہے اس لئے فائدہ عموم کو دیتا ہے یعنی کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟ اس میں نصِ قطعی ہے کہ ہر چیز کے لئے اللہ کافی ہے، ہر ضرورت کے لئے کافی ہے، آخر بہت سے اولیاء اللہ نے شادی نہیں کی، مجبوری تھی، کمانے میں دل نہیں لگتا تھا۔ ان کا گذارا ہوا کہ نہیں؟

آنکھوں کی چوریاں اور سینوں کے راز

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِي الصُّدُوۡرُ ○﴾

(سورۃالغافر :آیۃ ۱۹)

تمہاری آنکھوں کی چوریوں سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور جو راز تمہارے سینے چھپاتے ہیں ان سے بھی باخبر ہے۔ باخبر ہونا سزا کی دھمکی ہے کہ میں خوب جانتا ہوں تمہارے کرتوت کو، اگر نہ بچو گے تو سزا دوں گا۔ یہ ہیں معنی اس کے کہ خبردار ہوجاؤ، میں واقف ہوں، باخبر ہوں تمہاری آنکھوں کی چوریوں سے اور سینے کے رازوں سے ؎

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز

جانتا ہے سب کو تُو اے بے نیاز

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں بے پردہ عورتوں کی وجہ سے عریانی کی بہت ہی فراوانی ہے، اب آنکھ بچا کر چلنا بہت مشکل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کثرتِ عریانی ہے یعنی عریانی کی فراوانی ہے تو حلوۂ ایمان کی بھی تو فراوانی ہے۔ نظر بچاؤ اور حلوۂ ایمانی کھاؤ۔ اگر دن میں سو بار نظر بچائے گا تو سو بار ایمان کا حلوہ پائے گا، اس کو ایمان کی مٹھاس، ایمان کی حلاوت ملے گی۔ پھر بتائیے ایمان کی مٹھاس کا کتنا اسٹاک اس کے پاس جمع ہوجائے گا اور ایمان کی کتنی مٹھاس دل میں ملے گی۔ بدنظری کرنے والے کی صرف آنکھ مزہ پاتی ہے اور وہ بھی عارضی، اور نظر بچانے والے کا دل مزہ پاتا ہے حلاوتِ ایمانی کا۔ اور دل سارے جسم کا ہیڈ کوارٹر ہے، مرکز ہے، جب خون پمپنگ کرتا ہے تو سارے جسم میں خون کے ساتھ اس حلاوتِ ایمانی کو بھی سپلائی کرتا ہے، پھر جسم کا کوئی ذرّہ خالی نہیں ہوتا جس میں مزہ نہ ہو۔ سر سے لے کر پیر تک بال بال ایمان کا مزہ پاتا ہے، دل کا نور جسم کے ذرّے ذرّے میں پھیل جاتا ہے۔

دل کی مثال ایک پمپنگ اسٹیشن جیسی ہے

ارشاد فرمایا کہ اگر دل میں نور ہے تو قلب کی پمپنگ سے سارا جسم نورانی ہوگا اور اگر دل میں گندگی ہے، بدنظری سے مُردوں کی محبت دل میں ہے تو سارا جسم مردار

ہوجاتا ہے اور سارا جسم مُردوں کی نشانی بن جاتا ہے۔ آدمی سمجھتا ہے کہ میں نے معمولی گناہ کرلیا حالانکہ جسم کے ایک ایک ذرّے میں قلب کے قبض وبسط کے ذریعہ بدنگاہی کے ظلمات پھیل جاتے ہیں اور سارا جسم مردار کے گندے اثرات کا حامل ہوجاتا ہے۔

موقعٔ فرار پر دعا کے لئے بھی قرار جائز نہیں

ارشاد فرمایا کہ ایک مسئلہ بتاتا ہوں کہ عزیزِ مصر کی بیوی نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کو ورغلایا کہ یہ گناہ کرو ورنہ تم کو جیل میں ڈال دوں گی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے سجدے میں گر کر دعا نہیں مانگی بلکہ وہاں سے فوراً بھاگے۔ معلوم ہوا کہ موقعٔ فرار پر موقعٔ قرار جائز نہیں ہے کہ وہاں بیٹھ کر دعا کرو۔ بعض لوگ اسی معشوق کے پاس بیٹھ کر روتے ہیں اور دعا کرتے ہیں، نتیجہ یہ نکلا کہ دعا کرنے کے بعد منہ کالا کرلیا۔ شیطان بہت چالاک ہے، جس دن بندے کو زیادہ روتے ہوئے دیکھتا ہے اس دن اور زیادہ گناہ کراتا ہے۔ کہتا ہے آج تو بہت رو چکے، پچھلے پاپ دُھل گئے، پچھلا حساب صاف ہوگیا، چلو آج نیا بازار لگائیں۔ جب گناہ کے اسباب پیدا ہوجائیں تو یہ موقعٔ فرار ہے، وہاں سے فرار واجب ہے:

((فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ اَیْ فَفِرُّوْا عَمَّا سِوَی اللّٰهِ اِلَی اللّٰهِ))

(تفسیر الخازن: (دار الکتب العلمیۃ)، سورۃ الذّٰریٰت، ج ۴ ص ۱۹۶)

غیر اللہ سے اس وقت بھاگنا فرض ہے، وہاں بیٹھ کر اس وقت دعا مانگنا قرآن کی روشنی میں جائز نہیں ہے۔ جہاں ہر طرف میگنٹ (مقناطیس) لگے ہوں وہاں اُٹھنّی بیٹھ کر دعا کرے کہ یا اللہ میں نہ کھنچوں تو دعا مانگنے کے باوجود میگنٹ کھینچ لے گا۔ پہلے بھاگو، بھاگنے کا حکم بھی تو اللہ ہی کا ہے کہ نامناسب موقع سے بھاگو، وہاں بھاگنا عبادت ہے، بھاگنا فرض ہے، مرضئ الٰہی ہے، منشاء الٰہی ہے کہ تیزی سے بھاگو، اور میگنٹ بھی اللہ ہی کا ہے، انہوں نے حسن کے میگنٹ لگا رکھے ہیں اور بھاگنے کا حکم بھی وہی دے رہے ہیں لہٰذا ان کے حکم پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ پس جہاں موقعٔ فرار ہو وہاں سے فرار واجب ہے، قرار جائز نہیں ہے خواہ بصورتِ دعا ہو، ہاں فرار کے وقت بھاگتے ہوئے جو کچھ کہہ سکو کہ

یا اللہ! مدد فرما، یہ صحیح ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام بھاگے تھے، بھاگنے سے تالے ٹوٹے ہیں، اللہ نے مدد کی اور بھاگنے کا انعام مل گیا، تالے خود بخود کھل گئے۔ پس جو انبیاء علیہم السلام کا عمل ہے اس کی نقل اُمت پر واجب ہے۔

حسن میں بھی کشش ہے اور عشق میں بھی کشش ہے، دونوں پاس رہیں گے تو بچ نہیں سکتے، ایک دوسرے سے لپٹ جائیں گے، اس لئے فرار واجب ہے کہ محاذات سے الگ ہو جاؤ تو میگنٹ کا تعلق ختم ہو جائے گا، جب آمنے سامنے نہ رہیں گے، دُور رہیں گے تو میگنٹ کیا کرے گا؟ دُور رہنے سے اس کے دائرۂ کشش میں نہ آئیں گے اور میگنٹ کچھ نہ کر سکے گا۔ اُٹھنّی میگنٹ کے سامنے رہے گی تو ناچتی رہے گی، میگنٹ کی طرف کھنچتی رہے گی اور جب اس کے محاذات سے ہٹ جائے گی تو اس کے اثر سے بچ جائے گی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے میگنٹ کے محاذات سے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھگا دیا۔ قدم فرار کے مضبوط رہیں، اگر قدم فرار کے مضبوط نہ ہوئے تو میگنٹ غالب ہو جائے گا، جو لوگ گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں اصل میں ان کا فرار کمزور ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کو یاد رکھو کہ گناہ کے موقع سے فرار واجب ہے، اس وقت نہ بھاگنا اور آنسو بہانا، رونا، دھونا سب بیکار ہو جائے گا۔ اس وقت لاحول ولاقوۃ الا باللہ بھی کام نہیں کرے گا۔ ففروا الی اللہ کا حکم نصِ قرآن ہے، جو نصِ قرآن پر عمل نہ کرے، اس کا مبتلا ہو جانا کیا بعید ہے۔

آنکھوں پر دو خودکار (آٹومیٹک) پردے

ارشاد فرمایا کہ ایک کام بہت آسان ہے، اس کو پیش کرنا ہے، بہت آسان پرچہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ○﴾

(سورۃ الغافر: آیۃ ۱۹)

اللہ تعالیٰ آنکھوں کی چوریوں سے باخبر ہے اور جو کچھ تمہارے سینے چھپاتے ہیں اس سے بھی واقف ہے، صدور سے مراد قلوب ہیں۔ بُری نظر سے کسی لڑکی کو یا بے ریش

لڑکے کو دیکھنا اور دل میں گندے خیالات پکانا خواہ ماضی کے گناہ کو یاد کرکے مزہ لینا یا کسی معشوق کو نہ پانا لیکن دل میں فیچر بنا کر اس سے مزہ لینا، یہ دل کی خیانت ہے اور دونوں گناہ ہیں۔ ایک آنکھوں کی چوری ہے اور دوسری دل کی خیانت ہے۔ آنکھ کو تو کوئی بھی دیکھ سکتا ہے کہ فلاں بدنگاہی کر رہا ہے، مگر دل میں گندے خیالات کوئی پکائے تو کسی کو خبر نہیں ہے کہ یہ صوفی ہے یا کوفی ہے؟

اکثر آنکھوں کی چوری ہی سبب ہوتی ہے دل کی خیانت کی، اور اس کا پرچہ حل کرنا بہت آسان ہے اور کیوں آسان ہے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کے اوپر دو پردے پلکوں کے دیئے ہیں، ان کو بند کرلو۔ بند کرنے کے لئے کہیں اُٹھ کر جانا بھی نہیں ہے، کوئی سوئچ نہیں دبانا ہے، اس میں آٹومیٹک سوئچ ہے، آنکھ کے اوپر خودکار پردہ لگا ہوا ہے، آٹومیٹک سوئچ والا۔ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں، نگاہ بچانے کو کتنا آسان کردیا۔ کوئی حسین شکل لڑکی یا لڑکے کی سامنے آگئی تو سوئچ دبانے کے لئے اُٹھ کر جانا نہیں ہے کہ جا کر دباؤ تو آنکھ بند ہوگی، اللہ تعالیٰ نے آنکھ میں خود ہی صلاحیت رکھ دی کہ بیٹھے بیٹھے پردہ گرادو اور آنکھ بند کرلو، اب میرا شعر سنو ؎

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

اتنا مزہ پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ جو ہزاروں مجاہدوں سے نہیں ملتے، اس مجاہدے سے بہت جلد اللہ مل جاتے ہیں، بندہ صاحبِ نسبت ہو جاتا ہے۔ بس یاد رکھو کہ جس کو بغیر اللہ کا ولی بنے موت پسند ہو وہ ظالم مرجائے اور ولی اللہ نہ بنے لیکن جس کو ولی اللہ بننے کا شوق ہو تو وہ ہمت کر کے اپنی آنکھ پر آٹومیٹک پردہ بند کرلے، کانوں میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہ خود بخود بند ہو جائیں، چونکہ بات چیت کے مواقع کم آتے ہیں، زیادہ تر موقع آنکھ کا آتا ہے، اس لئے کانوں پر پردہ نہیں ہے، کان کھلے ہوئے ہیں۔ اور ایک وجہ یہ ہے کہ کان کے فیصلے کو بعض دفعہ آنکھ رَد کر دیتی ہے مثلاً کان سے آواز سنی، معلوم ہوا کہ بہت حسین آواز ہے

لیکن جب آنکھ سے دیکھا تو بھوتنی اور کالی مائی معلوم ہوئی تو کان کا فیصلہ بعض دفعہ آنکھ رَد کردیتی ہے، اس لئے اللہ نے کان پر پردہ نہیں لگایا لہٰذا زیادہ تر آنکھ کا امتحان ہوتا ہے، اس لئے اللہ نے آنکھ کا پردہ بنادیا کہ جب ضرورت ہو آنکھ کو بند کرلو۔

اس کے بعد بھی کوئی دیکھے تو خدا کی آگ دیکھے گا۔ دل میں گندے خیالات بھی نہ لاؤ۔ جو ملک سلامت رہنا چاہتا ہے وہ بارڈر کی حفاظت کرے اور کیپٹل کی حفاظت کرے۔ بارڈر آنکھ ہے اور کیپٹل دل ہے، پس اگر آنکھ کا بارڈر اور دل کا کیپٹل سلامت رہے گا تو ہمارا ملکِ ایمان، ملکِ اسلام اور ملکِ احسان محفوظ رہے گا اور اگر بدنگاہی کرلی تو سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اللہ کی نافرمانی ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ہر نظر بچانا ضروری نہیں ہے، مِنْ تبعیضیہ ہے، بعض نظر بچانا ہے، جب کوئی نامحرم کسی کی ماں، کسی کی بیٹی، کسی کی بہن یا حسین لڑکا سامنے آجائے تو آنکھ بند کرلو اور دل میں گندے خیالات کی کھچڑی نہ پکانا بھی اختیار میں ہے۔ نہ دال، نہ چاول اور کھچڑی پک رہی ہے۔ اور یہ حکم اللہ تعالیٰ کا ایسا ہے کہ ہر شخص اس کے خلاف کرنے کو ناپسند کرتا ہے اِلّا بے حیا، بے غیرت لوگ۔ انگریزوں اور یہودیوں کا یہاں تذکرہ نہیں ہے، انگریزوں کی ماں، بہن کو کوئی دیکھے تو خوش ہوتے ہیں کہ ہماری ماں، بیٹی (Selected) ہورہی ہے، لوگوں کی نظر میں جچ رہی ہے، لیکن جو شرافت رکھتے ہیں ان کی ماں، بیٹی کو دیکھو تو ان کو سخت ناگوار ہوتا ہے۔ ایک صاحب نے کہا کہ ایک شخص میری لڑکی کو جو برقع میں تھی دیکھ رہا تھا، میرا جی چاہتا تھا کہ بندوق ہو تو اس کو گولی ماردوں۔ ہر شریف انسان نہیں چاہتا کہ کوئی میری بیٹی کو، میری بیوی کو، میری ماں کو، میری بہن کو بُری نظر سے دیکھے، تو جو ہم لوگ چاہتے ہیں وہی تو اللہ نے عین ہماری فطرت کے مطابق حکم نازل کردیا۔

روایت میں ہے کہ ایک جوان شخص نے کہا کہ مجھے زنا کی اجازت دی جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھو! اپنے پاس بٹھایا۔ آج کل کوئی مولوی بٹھائے گا ایسے شخص کو

اپنے پاس؟ یہ آپ ﷺ کا حلم و کرم تھا جو اُمت کے لئے سبق ہے کہ دعوۃ الی اللہ میں حکمت وتحمل کی ضرورت ہے۔اس کے بعد فرمایا کہ کیا تمہیں پسند ہے کہ تمہاری ماں سے کوئی زنا کرے؟ تو اس نوجوان نے کہا کہ نہیں! خدا کی قسم! میں اس کو برداشت نہیں کرسکتا۔ پھر آپ ﷺ نے یہی بات اس کی پھوپھی، خالہ، بیٹی اور بہن کے لئے دریافت فرمائی، اگر ان سے کوئی زنا کرنا چاہے تو کیا تم پسند کرو گے؟ اس نے یہی کہا کہ میں برداشت نہیں کرسکتا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ تم زنا کی اجازت مانگتے ہو وہ بھی کسی کی ماں ہوگی، کسی کی خالہ ہوگی، کسی کی بیٹی ہوگی، کسی کی بہن ہوگی تو جو کام تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے تو دوسروں کے لئے کیوں پسند کرتے ہو؟ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اس کے سینہ پر رکھ کر یہ دعا پڑھی:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ وَحَصِّنْ فَرْجَهٗ))

(مسند احمد عن ابی امامۃ الباھلی: جزء ۳۶ ص ۵۴۵؛ رقم الحدیث ۲۲۲۱۱)

اے اللہ! اس کے دل کو پاک کردے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما اور اس کے گناہ کو معاف فرما۔ صحابی کہتے ہیں کہ اس کے بعد زندگی بھر زنا کا وسوسہ بھی نہیں آیا۔

بین الاقوامی معیوب چیز

ارشاد فرمایا کہ نظر بازی بین الاقوامی معیوب چیز ہے۔ طبعاً ہر ایک بدنظری کو معیوب سمجھتا ہے حتیٰ کہ کافر بھی نہیں پسند کرتا کہ میری بہو، بیٹی، بہن اور خالہ کو کوئی بُری نظر سے دیکھے۔ یہ اور بات ہے کہ خلافِ فطرت زندگی گذارنے سے حیا ختم ہوجاتی ہے ورنہ طبعاً کافر کو بھی یہ بات پسند نہیں کہ کوئی اس کی بہن بیٹی کو دیکھے تو مسلمان کی کیا شان ہوگی۔ مسلمان کو کتنی غیرت آنی چاہیے کہ جس کو ہم دیکھتے ہیں وہ کسی کی بہن ہے، کسی کی ماں ہے، کسی کی بیٹی ہے تو سمجھ لیجیے کہ اللہ کو اس فعل پر کتنی غیرت آتی ہوگی کہ نالائق! میری بندیوں کو بُری نظر سے دیکھ رہا ہے اور پھر ولایت کا خواب بھی دیکھ رہا ہے کہ ولی اللہ ہوجائے۔ آنکھوں کا زنا کرکے تم ولایت کا خواب دیکھتے ہو، یہ محال ہے۔ بس نظر بچانا اگرچہ

تکلیف دہ ہے مگر بہت بڑا اجر ہے، ایسوں کو جلد اللہ مل جائے گا۔شارٹ کٹ راستہ اختیار کرو، اب عمریں بہت کم ہوگئی ہیں، شارٹ کٹ راستہ یہی ہے۔حسینوں کو نہ دیکھو، نہ دیکھنے سے سکون میں رہوگے اور دیکھنے سے بے سکونی میں مبتلا ہوگے، اللہ کی نافرمانی میں بے سکونی ہے، بے چین رہوگے کہ ہائے کیسی صورت ہے، کاش مل جاتی، کاش، کاش، کاش اور دل ہوگیا پاش پاش پاش۔اور نہ دیکھنے سے آرام سے رہو، وقار سے رہو، عزت سے رہو، اگر دیکھوگے تو تم کو بھی تو کوئی دیکھے گا کہ یہ نالائق کس کو دیکھ رہا ہے، تم سمجھتے ہو کہ کوئی نہیں دیکھ رہا ہے، مثلاً ائیر ہوسٹس کو دیکھوگے تو سارا جہاز تم کو دیکھے گا کہ یہ کیسا صوفی ہے، بایزید کی شکل میں ننگِ یزید ہے اور کوئی دیکھے یا نہ دیکھے، اللہ تو دیکھ رہا ہے۔

آخری سانس تک نفس کی نگرانی کی ضرورت

ارشاد فرمایا کہ جو آدمی ایسے دن سے ڈرتا ہے کہ جس دن دل اور آنکھیں لوٹ پوٹ ہوجائیں گی تو وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلتا ہے، اس کی ناراضگی سے بچتا ہے، وہ مرد ہے، رجال اللہ ہے، ان کو مرد فرمایا اور جو شخص قوی ہیکل ہے مگر اللہ کا نافرمان ہے، وہ مخنث اور عورتوں کی طرح ہے۔اگر مرد ہے تو امتحان کے وقت کیوں مخنث اور لومڑی بن جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو نظر بچانے کی قوت اور ہمت نہ دی ہوتی تو واللہ! میں کہتا ہوں کہ اللہ ہم پر تقویٰ فرض نہ کرتا کیونکہ اللہ ظالم نہیں ہے کہ طاقت نہ ہو اور اس پر بوجھ ڈال دے۔ پہلے اللہ نے طاقت دی، مرتے دم تک ہمت دی ہے، پھر تقویٰ فرض کیا ہے:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝﴾

(سورۃ الحجر: آیۃ ۹۹)

یہ آیت دلیل ہے کہ مرتے دم تک طاقت موجود ہے، ہمت موجود ہے مگر جو گناہ کرتا ہے وہ اللہ کی عطا فرمودہ ہمت کو استعمال نہیں کرتا۔ یہ ظالم طاقت چور ہے، ہمت چور ہے، ہمت کو نفس کے لئے چُرا کر رکھتا ہے تاکہ نفس کو کچھ مزہ آجائے۔ یہ خبیث اس قابل نہیں ہے کہ زندہ رہے۔اللہ ہمیں بھی توفیق دے اور آپ سب کو بھی توفیق دے،

ہم شیر بہادر ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے، اللہ کے کرم کا شکر گذار ہوں کہ جو نظر بچانے کی توفیق دیتا ہے۔ سب اسی کی تعریف ہے۔

نظریں بچانے کی توفیق ضمانت، علامت اور بشارت ہے اللہ تعالیٰ کو پانے کی۔ جس کو بڑی خوشی ملتی ہے اسی کو توفیق ملتی ہے چھوٹی خوشی قربان کر دینے کی۔ جو خوش قسمت ہوتا ہے اسی کو توفیق ہوتی ہے عالی ہمتی اور عالی حوصلہ ہونے کی کہ وہ نگاہ نیچی کر لیتا ہے، کسی نامحرم کو نہیں دیکھتا، ایسی بیوقوفی کی حرکت سے اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھتے ہیں، اس کو عقلمند بنا دیتے ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ ان کو دیکھنے سے کچھ نہیں ملے گا، اللہ چھوٹ جائے گا، دور ہو جائے گا، ناراض ہو جائے گا۔ پھر وہ اپنی خواہشات پر حملہ کرتا ہے، شیر کی طرح وہ نفس کی خواہش کا خون پی لیتا ہے۔ خون پینے کی علامت یہ ہے کہ خواہش گر پڑتی ہے، جس طرح جب شیر ہرن کا خون پی لیتا ہے تو ہرن گر جاتا ہے، ہرن میں کھڑے رہنے کی طاقت نہیں رہتی۔ جب بندہ ناجائز ارمانوں کا خون پی لے گا تو سب ارمان گر جائیں گے، خواہشات ضعیف ہو جائیں گی، نفس مثل مردہ کے قابو میں آجائے گا۔ لیکن اس میں جان کھپانا یہ خوش نصیب لوگوں کا مقام ہے، اور جو خود کو اپنے کمینہ پن اور دناءتِ طبع سے گُو مُوت میں ملوث رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اسی میں پڑا رہنے دیتے ہیں۔ ساری عمر پاخانہ پیشاب کے مقام کو چاٹتا رہتا ہے اور اسی کو سمجھتا ہے کہ واہ واہ واہ کیا کمال ہے، کیا ہونٹ ہیں، کیا گال ہیں، کیسے بال ہیں، لیکن یاد رکھو کہ گال کو دیکھو گے تو گالی پاؤ گے۔ یہ حرام کی واہ واہ تمہیں دائمی آہ آہ میں مبتلا کر دے گی۔

اگر ایک پلیٹ ہے اور اس میں پاخانہ رکھا ہے، اوپر چاندی کا ورق لگا ہوا ہے تو کوئی اس کو کھائے گا؟ تو ہمیں بھی جب یقین ہے کہ ان حسینوں کے پیٹ میں گُو مُوت بھرا ہوا ہے تو ان کے گالوں کو مت دیکھو، یہ فتنہ اور آزمائش ہے۔ اللہ نے ان نمکینوں کو پیدا کیا مگر ہمیں حکم دیا کہ دیکھو! تمہارا دل حسینوں کو دیکھنے کے لئے بے چین ہوگا مگر میرے خوف سے اگر تم نے نظر ہٹالی تو تمہارا یہ بے چین دل میری محبت سے چین پا جائے گا بلکہ

دائمی چین پاؤ گے۔اس بدنظری سے تھوڑا سا عارضی حرام مزہ تو ملے گا مگر ہوش اُڑ جائیں گے، حسن ہوش رُبا ہوتا ہے، بے چین رہو گے، دل میں اختلاج شروع ہو جائے گا، عرقِ بید مشک پینا پڑے گا۔یہی کہتا ہوں کہ ہم سب حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے غلام ہیں لہٰذا ان کا ارشاد کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے، اس عشقِ مجازی کا مقدمہ نظر بازی ہے، نظر بازی ہی سے عذابِ الٰہی شروع ہو جائے گا اور دل کا چین اُڑ جائے گا۔

اللہ کے سوا کسی کو جان کا سہارا بنانا بیوقوفی ہے

ارشاد فرمایا کہ بدنصیب ہے وہ شخص جو بدنگاہی کرتا ہے، اللہ کو چھوڑ کر غیروں میں مشغول ہونا یہ بدنصیبی ہے، لا الٰہ الا اللہ کے خلاف ہے۔کلمہ کا پہلا جملہ لا الٰہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے، کیونکہ جو الٰہ باطل نظر آ رہے ہیں یہ اصل میں نہیں ہیں کیونکہ کچھ دن میں ختم ہو جاتے ہیں۔زمین کے اوپر جتنے لوگ ہیں سو برس کے اندر زمین کے نیچے چلے جاتے ہیں۔ہر سو برس کے بعد زمین کے اوپر کا طبقہ زمین کے نیچے چلا جاتا ہے، کہیں لاکھوں میں کوئی ایک بچتا ہے اگر کسی کی زندگی زیادہ ہوئی لیکن آخر میں وہ بھی زمین کے نیچے جاتا ہے۔یہ ہے دنیا کی حقیقت! لہٰذا زمین کے اوپر یہ چلتی پھرتی لاشیں ہیں۔کس سے دل لگاتے ہو؟ اللہ کے سوا کسی کو جان کا سہارا بنانا بیوقوفی ہے۔جائز محبت مثلاً بیوی کی محبت بھی اس شرط سے جائز ہے کہ اس کی محبت پر اللہ کی محبت غالب رہے ؎

عشق خود در جان ما کاریدہ اند

ناف ما بر مہر خود ببریدہ اند

یعنی اپنی محبت کی چوٹ لگا کر ہمیں دنیا میں بھیجا ہے اور اپنی محبت کی شرط پر ہمیں وجود بخشا ہے۔مجھے ترس آتا ہے ان لوگوں پر جو غیر اللہ پر مرتے ہیں۔سچ کہتا ہوں، قسم کھا کے کہتا ہوں کہ مجھے ان پر ترس آتا ہے۔جی چاہتا ہے کہ کاش یہ شخص مجھ سے ملا ہی نہ ہوتا، اور جو کوئی میرے سامنے کسی حسین کو دیکھ لیتا ہے تو بس جی چاہتا ہے کہ یہ ابھی مر جاتا۔مجھے ایسے لوگوں سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔بس جو شیر کی طرح جھپٹ کر خواہشاتِ نفسانیہ کا

خون پی لے وہ ہمیں پیارا معلوم ہوتا ہے، کیونکہ یہ اصلی بہادر، اصلی جواں مرد ہے ورنہ جسم تو شیر جیسا اور حرکت لومڑیانہ! ایسے بزدل کو جینے کا کیا حق حاصل ہے؟

بدنصیب ہے وہ جان جو اللہ کو نہ پائے

اللہ کی عبادت میں چوڑیاں مت پہنو، اللہ کی عبادت میں شیر مرد رہو، نفس پر مردانہ حملہ کرو۔

ہیں تبر بردار و مردانہ بزن

خبردار! تبر اُٹھاؤ اور مردانہ حملہ کرو، نفس دشمن مردانہ حملہ ہی سے دبے گا۔ اگر مردانہ حملہ نہیں کرو گے تو اللہ کو نہیں پاؤ گے، بغیر اللہ کے مرو گے، بے حد خسارے میں جاؤ گے، اس سے بڑھ کر کوئی خسارہ نہیں ہے کہ اللہ نہ ملے اور آدمی مرجائے۔ بہت ہی بدبخت، بدنصیب اور محروم جان ہے وہ جو اللہ کو نہ پائے اور مرجائے۔ خدا کے لئے، اللہ کے لئے اپنی جانوں پر رحم کرو۔ میرے دوستو! میرے عزیزو! جان دے دو مگر اللہ کو ناراض نہ کرو، ان شاء اللہ! دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ دل کو ایسا مست کردیں گے کہ معلوم ہوگا کہ آپ سے بڑھ کر کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ چٹائی پر، بوریوں پر، خاک پر تختِ شاہی کا مزہ ملے گا۔ لوگوں کو بکنے دو، جو کہتے ہیں کہ فلاں صورت میں یہ مٹھاس ہے، وہ مٹھاس ہے۔ صورتوں میں کیا ہے، آج جو سولہ سال کی ہے، کل جب اَسّی سال کی بڑھیا ہوگی تو اس کو چوما چاٹی کرو گے؟ شادی کی پہلی رات میں کس قدر خوشی تھی اور اب وہی خوشی باسی ہوگئی، یہ کیا ہے؟ سب فانی ہے، دنیا بِجَمِیْعِ اَعْضَاءِہٖ وَ بِجَمِیْعِ اَجْزَاءِہٖ سب فانی ہے۔ دیکھو! جوان کتنا ہی حسین ہو، ایک دن اس کو نانا بننا ہے، جب داڑھی مونچھ نہ آئی ہو اس وقت تو سخت امتحان ہوتا ہے لیکن ایک دن نانا دادا بن جائے گا اور لڑکی ابھی کتنی ہی حسین ہو ایک دن نانی دادی بنے گی۔

کمر جھک کے مثل کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

جو لڑکا تھا نانا ابّا بن گیا، کیا اب اس کی ڈیمانڈ (Demand) کرو گے؟ اور جو لڑکی تھی

نانی اماں ہوگئی تو پھر اس کو چاہو گے؟ اس لئے کسی کی جوانی مت دیکھو۔لڑکا ہے تو اس کا بڑھاپا سوچو کہ بڈھا ہوگا تو کیسا ہوگا؟ لڑکی بڈھی ہوگی تو کیسی معلوم ہوگی؟

چمگادڑ کو بازِ سلطاں دیدہ سے کیا نسبت

سور اور کتّے سے بدتر ہے وہ شخص جو عارضی حسن پر مرتا ہے، انتہائی احمق اور کمینہ ہے، بے غیرت ہے، جوتے مارنے کے قابل ہے۔فساق ہی مجاز کے عاشق ہوتے ہیں۔ آج کوئی لڑکی اگر ان کے سامنے اپنی دبر یعنی پچھلا حصہ ہلا دے تو ان کو انزال ہوجاتا ہے۔دنیا کے کافر چاہے گُو مُوت کھائیں مگر مسلمان کو کیا ہوگیا ہے کہ دنیائے مردار پر مر رہا ہے۔مولانا روم، شاہ خوارزم کا سگا نواسہ، شیخ التفسیر والحدیث، امامِ اولیاء فرماتے ہیں ؎

گر خفاشے رفت در کور و کبود

باز سلطاں دیدہ را بارے چہ بود

اگر چمگادڑ پیشاب پاخانہ کی نالیاں چاٹ رہا ہے تو تعجب کی بات نہیں لیکن آہ! وہ بازِ شاہی جو سلطان دیدہ آنکھیں رکھتا ہے، جو بادشاہ کی کلائی پر بیٹھتا ہے اس کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایسی گھٹیا حرکت کرتا ہے۔جو ہر وقت اُس ماحول میں رہتا ہے جہاں ہر وقت ذکر اللہ ہے، اللہ والوں کا ماحول ہے وہ گُو بھرے ہوئے جسموں کی چمک دمک سے دھوکہ کھاتا ہے۔لیکن عقلمند کہے گا کہ اس کے نیچے انگلی ڈال کر چاٹو تو ہم جانیں، پیچھے سے پاخانہ ہی نکلے گا، مشک و زعفران نہیں نکلے گا اور آگے سے کیوڑہ و گلاب نہیں نکلے گا، بدبودار پیشاب ہی نکلے گا۔

اللہ تعالیٰ کے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورت جب آتی ہے تو ایک شیطان اس کے سامنے ہوتا ہے اور جب جاتی ہے تو ایک شیطان اس کے پیچھے ہوتا ہے۔وہ شیطان بلاتا ہے کہ آؤ مولوی صاحب! صوفی صاحب! عارف باللہ صاحب! اس کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں گھس جاؤ، بہت مزہ آئے گا۔لیکن جس پر اللہ کا فضل ہوتا ہے وہی بچتا ہے، اس کے سامنے ان کا گُو مُوت ہوتا ہے، وہ پوسٹ مارٹم کرتا ہے کہ اے بدمعاشو!

کمبختو! زیادہ نہیں ایک تولہ گُو نکالو اور پھر سونگھو اور منہ میں رکھو، پھر کہو کہ واہ واہ! کیا حلوہ ہے، پیشاب پاخانہ پر چاندی کا ورق لگا دیا ہے جس پر بیوقوف لوگ للچا رہے ہیں۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شعر کی قدردانی

(حضرت والا کے خلیفہ شیخ الحدیث مولانا منصور الحق صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میرے خیال میں آپ کے فرینکفرٹ والے شعر سے زیادہ ہمارے تزکیہ کے لئے اور اس بیماری سے بچانے کے لئے کوئی دوا مؤثر نہیں ہوسکتی۔ حسنِ فانی کے سحر سے بچانے کا یہ شعر بہترین علاج ہے۔ اس شعر سے بڑھ کر کوئی علاج نہیں)۔

اے میرؔ جلدی سے کر آخ تھو	آگے سے مُوت پیچھے سے گُو

حضرت والا نے فرمایا کہ یہ شعر پڑھنے کا فائدہ جب ہوگا جب نظر بچا کر یہ شعر پڑھو یا سوچو۔ نظر سے نظر ملا کر اگر سوچو گے تو سوچنے کی سوچ فیل ہوجائے گی۔ نظر سے نظر ملی کہ پاگل بنا، جادو ہوگیا اس پر، اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی تھوڑی فرمایا قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ، اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ایمان والوں سے فرمادیجئے کہ نظر سے نظر کو ٹچ نہ ہونے دیں، نظر سے نظر ملے گی تو جادو ہوجائے گا اور دونوں مقناطیس آپس میں لڑجائیں گے، ایک دوسرے میں گھس جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مقناطیس کے خالق ہیں، وہ جانتے ہیں کہ ہمارے بندے پاگل اور دیوانے بن جائیں گے، وہ اپنے خاص بندوں کو پاگل کرنا نہیں چاہتے اس لئے غضِ بصر کا حکم نازل کردیا کہ پاگل نہ بنو۔ عقل بڑی نعمت ہے، عقل رہے گی تو سب کچھ ہے ورنہ پاگل کو نہیں دیکھتے ہو کہ وہ گندی نالی میں پیشاب پی لیتا ہے، پاخانہ کھالیتا ہے، تو حسینوں کو دیکھنے سے عقل خراب ہوجائے گی اور پیشاب پاخانہ کی جگہ اس کو محبوب معلوم ہوگی۔ اگر نظر سے نظر مل گئی تو پاگل ہوجاؤ گے۔

نظر نظر سے جو ٹکرا گئی تو کیا ہوگا

پھر یہ ہوگا کہ انتہائی نفرت کی جگہ، پیشاب پاخانہ کی جگہ عزیز تر ہوجائے گی۔ بس اس لئے بتادیا کہ قبل اس کے کہ منہ کالا ہو، قبل اس کے کہ پیشاب پاخانہ کے مقامات میں گھسو،

اللہ کے لئے اپنی جانوں پر رحم کرو اور دوسروں پر بھی رحم کرو کیونکہ جو آدمی خود بچے گا وہ بچائے گا بھی، جو بچے گا نہیں وہ کیا بچائے گا۔ جو حلاوتِ ایمانی کھاتا ہے وہ اکیلے نہیں کھاتا، جماعت سے کھاتا ہے، تو اس کی تقریر میں اثر بھی ہوتا ہے۔ ایک جماعت کی جماعت اس کے ذریعہ اللہ والوں کی پیدا ہوتی ہے، اور جو منہ کالا کرتا ہے وہ مردود، کمبخت، سور، کتّا ہے، اس کو کیا پوچھتے ہو، وہ کیا انسان ہے؟ مقامِ پلید اور لید بدمعاش آدمی کی عید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔

مجاز کی تلخیاں اور اللہ کے نام کی مٹھاس کا عالَم

ارشاد فرمایا کہ جس کو نگاہ بچانے کی توفیق ہو اس کے اوپر بہت بڑا رحم ہو گیا کہ حلاوتِ ایمانی اس کے نصیب میں آ گئی ورنہ ساتھ نہ رہو کہ ہم کو دیکھ کر افسوس ہو۔ جن لوگوں کو بدنظری اور عشقِ مجازی سے بچنے کی ہمت نہ ہو وہ ساتھ نہ رہیں، ان کی حرکت سے خانقاہ بھی بدنام ہوگی، دوسرے لوگوں کو بھی بہانہ ملے گا کہ بھئی یہ تو فلاں بزرگ کے ساتھ رہتے ہیں، ان کا جب یہ حال ہے تو ہمارا کیا حال ہوگا، ہماری کیا اصلاح ہوگی۔ لہٰذا ایسے لوگ خانقاہ میں نہ رہیں، تاکہ اگر بدنامی ہو تو ان کا ماحول الگ ہو، لیکن جو حرام مزے کی خاطر خانقاہ چھوڑے گا تو نانی یاد آ جائے گی۔ فسق و فجور اور اللہ کی نافرمانی میں اتنی پریشانی ہے کہ آدمی مجبور ہو کر اللہ سے توبہ کرے گا اور معافی مانگے گا کیونکہ کچھ دن تو قرب کا مزہ چکھ چکا، لذتِ قربِ حق کا ذائقہ اس کو یاد آئے گا۔ مجاز کی تلخی چکھ کر کہے گا کہ میری توبہ بھلی، جیسے کہ میں نے شعر میں کہا ہے؎

ہے بُری یہ گلی، بڑھ گئی بے کلی
اے سکھی میں چلی، میری توبہ بھلی
تُو ہے گومن چلی، مت دکھا کھلبلی
سن ری اے دل جلی، بھاگ رب کی گلی

مجاز میں تلخی ہی تلخی ہے اور اللہ کے نام میں مزہ ہی مزہ ہے، ان کے اسم میں اتنا مزہ ہے تو

مسمیٰ کیسا ہوگا؟ پریشان دل کو اللہ اللہ کرنے کی برکت سے، اللہ کے نام سے سکون ملتا ہے تو جن کے نام سے سکون ملتا ہے ان کا مسمیٰ کیسا ہوگا؟ جنت میں جب دیدار ہوگا تو جنت اور جنت کی حوریں اور جنت کی کوئی نعمت یاد بھی نہیں آئے گی۔

زوالِ حسن کا نقشہ

ارشاد فرمایا کہ دیکھو! اگر اخبار یا ریڈیو اعلان کردے کہ آج حسن میں پورے عالم میں اول نمبر آنے والی لڑکی رسٹن برگ کی سڑک سے دس بجے صبح گذرے گی تو کتنے لوگ سڑک کے کنارے کھڑے ہوجائیں گے کہ دیکھیں اس کا حسن کیسا ہوگا، لیکن جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں وہی بچیں گے کیونکہ جانتے ہیں کہ کچھ دن میں یہ گل سڑ جائے گی، مرجائے گی، بڑھاپا آجائے گا، قبر میں دفن ہونے سے پہلے ہی بڑھاپے کی قبر میں دفن ہوجائے گی۔ میرا شعر ہے ؎

جنازہ حسن کا جب دفن ہو پیری کی قبروں میں
سنوں کیا آہ! اس کی داستاں عہدِ جوانی کی

بڑھاپا خود ایک قبر ہے جس میں حسن کا جنازہ دفن ہوتا ہے اور جیتے جی اس کا حلیہ بگڑ جاتا ہے۔ حسن میں اول نمبر آنے والی ستّر برس کی ہوجاتی ہے، اس کی چھاتیاں ایک ایک فٹ نیچے لٹکی ہوئی ہیں اور دانت نکل کر باہر آگئے، آنکھیں اندر کو دھنس گئیں، بارہ نمبر کا چشمہ لگ گیا، اب بڈھی ہو کے لٹھیا لے کر چل رہی ہے اور گردن بھی ہل رہی ہے۔ اب دیکھو گے اس کی طرف؟ یا کوئی لڑکا حسین ہے جس کو دیکھ کر خبیث بدمعاش کہتے ہیں کہ کمال کا حسن ہے مگر وہ ستّر برس کا ہوگا تو اس کی کمر جھکے گی یا نہیں؟ اس کی آنکھیں اور اس کے لب اور اس کے دانت کا نقشہ اور جغرافیہ بدلے گا یا نہیں؟ ہر پانچ سال بعد حکومت بدل جاتی ہے تو حسن کی حکومت نہ بدلے گی؟ میرا شعر ہے ؎

وہ جانِ حسن جو تھا حکمراں کل بادشاہوں پر
ہے پیری سے بغاوت آج اس کی حکمرانی میں

جو حسن کل تک بادشاہوں پر حکومت کرتا تھا، بڑھاپا خود اس حسن کا تختہ الٹ دیتا ہے اور ہمیشہ کے لئے اس کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ اے حسن پر مرنے والو! کان کھول کر سن لو کہ ان حسینوں کو بڑھاپے میں خود بخود چھوڑ دو گے یا حسن کے زوال سے چھوڑ دو گے یا اس کی روح نکل جانے سے چھوڑ دو گے۔ اگر کوئی حسین کہہ دے کہ ہم تمہارے ساتھ ہمیشہ لپٹے رہیں گے، ایک منٹ کو بھی الگ نہ ہوں گے تو کب تک لپٹائے رہو گے؟ آخر ایک وقت تو وہ معشوق بوڑھا ہوگا، بال سفید ہوں گے، اس کے دانت ٹوٹیں گے، تب خود بخود اس کو پھینک دو گے، اپنے جسم سے اس کو دور کر دو گے۔ تو جس کی صورت میں تغیر ہوا ایسے حادث و فانی سے کیا دل لگانا: اَلْعَالَمُ مُتَغَيِّرٌ وَّ كُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ فَالْعَالَمُ حَادِثٌ، عالم متغیر ہے اور ہر تغیر والی چیز حادث ہے، فانی ہے، پس پورا عالم حادث ہے۔ پورے عالم میں ایک چیز ایسی نہیں ثابت کر سکتے جو غیر فانی ہو لہٰذا جب پورا عالم حادث ہے تو عالم کی ہر چیز حادث ہے، اس کا کوئی جُز غیر حادث، غیر فانی نہیں ہو سکتا اور حسین بھی عالم کا جُز ہیں پس یہ بھی فانی و حادث ہیں۔

اختر پر رحم نہیں آتا تو اپنی جان پر رحم کر لو

بس پھر دردِ دل سے یہی کہتا ہوں کہ اختر کی جان پر اگر رحم نہیں آتا تو اپنی جانوں پر رحم کر لو (حضرت والا دامت برکاتہم نے گلو گیر آواز میں فرمایا کہ) جو میرے خاص لوگ ہیں، جو کہتے ہیں کہ جب آپ کی جان نکلے تو ہماری جان بھی نکل جائے، ان سے تو یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ اللہ کے لئے تم اپنی جان پر غم اُٹھا لو تو تم ولی اللہ بن جاؤ گے۔ میں کہتا ہوں کہ آج عہد کر لو، دل و جان سے ہمت کر لو، وہ ہمت جو اللہ نے دی ہے، کسی کو مت دیکھو، حسین چاہے مذکر ہو یا مؤنث ہو، اسے مت دیکھو کہ اللہ کے ساتھ ہمارا تعلق کمزور ہو جائے گا۔ ایک بدنظری سے شیخ کی صحبت کا نور، تہجد اور اشراق کا نور سب نکل جائے گا، محنت کی کمائی مفت میں گنوائی۔ ایسا شخص بیوقوف ہے کہ نہیں؟ اور نظر بچانے کی ہمت کرنے کے بعد جو انعام ملتا ہے وہ حلاوتِ ایمانی ہے، ایمان کی مٹھاس ہے۔ اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں، حدیثِ قدسی کے الفاظ ہیں: یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ تمہارے قلب میں ایمان کی مٹھاس گھول دوں گا۔ کتنا بڑا انعام ہے! یعنی یوں سمجھو کہ نہ دیکھنے سے جو غم ہوا، جو دل کا خون ہوا اس کا خوں بہا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات رکھی ہے کہ تم اپنی ناجائز خواہشات کا، حرام تمناؤں کا خون کرلو، اس کے بدلے میں مجھے لے لو، یہ معنی ہیں حلاوتِ ایمانی کے۔

میرے ایک دوست تھے، نعمانی صاحب، بڑے باپ کے بیٹے تھے، ہمارے مدرسہ میں رہتے تھے، غیر عالم تھے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ جب میں آنکھ بچاتا ہوں تو دل میں ایک مٹھاس معلوم ہوتی ہے۔ وہ جانتے نہیں تھے کہ یہی حلاوتِ ایمانی ہے، یہ وہ چیز ہے کہ غیر عالم بھی اس کی مٹھاس محسوس کرتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے کہ یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ یَجِدُ کے معنی ہیں وہ پاجاتا ہے جس کی گردان ہے وَجَدَ یَجِدُ وِجْدَانًا فَھُوَ وَاجِدٌ واجد اسمِ فاعل ہے اور دوسری گردان: وُجِدَ یُوْجَدُ وِجْدَانًا فَھُوَ مَوْجُوْدٌ موجود اسمِ مفعول ہے۔ تو یہ نظر بچانے والا حلاوتِ ایمانی کا واجد ہوگا اور حلاوتِ ایمانی موجود ہوگی۔ ایسا یقینی وعدہ ہے کہ تم حلاوتِ ایمانی اپنے قلب میں موجود پاؤ گے۔

حفاظتِ نظر پر ایمان واحسان کی بلندیاں

ایک بات بہت ہی دردِ دل سے واللہ! قسم کھا کے کہتا ہوں کہ جس دن نظر بچانے کی اور دل بچانے کی توفیق ہوگئی تو آپ کا ایمان اور احسان اتنا بڑھ جائے گا کہ حج وعمرہ اور نفل والے سب پیچھے رہ جائیں گے، آپ اللہ کے راستہ میں سب سے آگے بڑھ جائیں گے۔ آہ! کیا لذت رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے، واللہ کہتا ہوں کاش آپ کو میرے حال پر رحم آجائے کہ کس درد سے کہہ رہا ہوں کہ جب حلاوتِ ایمانی کا مزہ آئے گا تو اس کے مزے کے آگے اعضاء کے سب مزے بھول جاؤ گے۔ دل بادشاہ ہے اور دل جب مزہ پاتا ہے تو اس کا مزہ سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ شیر ہرن کا خون پیتا ہے، کیسا لال رہتا ہے، چلتا ہے تو زمین ہل جاتی ہے، سارا جنگل اس سے خائف رہتا ہے

کیونکہ اس کی غذا خون ہے، آپ بھی ارمانوں کا خون، تمناؤں کا خون پی لیں۔ لیکن ہر تمنا کا خون پینا فرض نہیں ہے، جو تمنا، جو خواہش اللہ کی مرضی کے خلاف ہے اس کا خون پی جائیں تو بس آپ بھی شیر کی طرح ہو جائیں گے، سارا جہان آپ سے ڈرے گا، آپ کی باتوں میں اثر ہوگا، دردِ دل پیدا ہو جائے گا۔

اچانک نظر بھی ضرر سے خالی نہیں

ارشاد فرمایا کہ اس زمانہ میں عورتوں سے آمنا سامنا اکثر ہوتا رہتا ہے، اس لئے اچانک نظر بھی احتیاط سے اُٹھاؤ، کوشش کرو کہ ایک ذرّہ، ایک اعشاریہ حرام لذت امپورٹ (Import) نہ ہونے پائے، اگر اچانک نظر پڑ جائے تو کیونکہ نفس چور ہے، اندر کچھ نہ کچھ حرام لذت چُرا لے گا اس لئے اچانک نظر پر بھی معافی مانگو۔ اچانک نظر معاف تو ہے لیکن نقصان کرجاتی ہے، جیسے کوئی انجانے میں زہر کھالے تو گناہ تو نہ ہوگا لیکن زہر نقصان تو پہنچائے گا۔ اس زمانہ میں بے پردگی کا طوفان ہے، اگر نظر نہ بچائی تو نفس اچانک میں چینک کی چینک حرام کی پی جائے گا۔ جب آندھی چل رہی ہو تو آنکھ بند رکھتے ہو یا کھولے رکھتے ہو؟ بند رکھتے ہو کہ کہیں کوئی ذرّہ آنکھ میں نہ گھس جائے، ضرورت کے بقدر تھوڑی سی راستہ دیکھنے کے لئے کھولتے ہو۔ اس لئے اس زمانہ میں بے فکری سے اِدھر اُدھر نہ دیکھو، اگر دس بیس نظر اچانک پڑ جائے تو دیکھو دل کا کیسا بُرا حال ہوتا ہے۔ اس لئے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ کی رَٹ لگائے رہو۔ استغفار میں فائدہ ہی فائدہ ہے کہ میرا بندہ اگرچہ جانتا ہے کہ اچانک نظر معاف ہے پھر بھی استغفار کر رہا ہے تو اللہ کتنا خوش ہوگا۔

بدنظری کے طبّی نقصانات

ارشاد فرمایا کہ جو لوگ بدنظری کرتے ہیں ان کا حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔ یہ ایک نقصان ہوا اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ دل بھی کمزور ہو جاتا ہے کیونکہ اس معشوق کو

لینا چاہتا ہے، حسن کش کرتا ہے اور اللہ کا حکم مکش کرتا ہے تو کش مکش میں جو چیز ہوگی وہ کمزور نہ ہوگی؟ کش مکش میں دل رہے گا تو دل میں انجائنا نہ ہوگا؟ مولانا سلمان صاحب، لکھنؤ کے ہیں، مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ دار ہیں، کراچی آئے تھے تو میں نے کہا کہ ایک شعر سن لیجیے، شعر سن کر وہ بہت محظوظ ہوئے ۔

ایک سلمیٰ چاہیے سلمان کو	دل نہ دینا چاہیے انجان کو

ورنہ انجائنا ہوجائے گا، انجان کو دل دوگے تو انجائنا ہوجائے گا۔ بدنظری سے اعصاب کمزور ہوجاتے ہیں، سارا جسم کمزور ہوجاتا ہے، ایک نہ ملنے والی چیز کو دیکھنا اور ہائے ہائے کرنا اعصاب کو توڑ دیتا ہے اور بدنظری سے ہائے ہائے ہی ملتی ہے۔ اس لئے کہتا ہوں کہ بھائیو! گناہ سے کچھ نہیں ملتا سوائے رسوائی اور بدنامی کے اور ناشکری الگ، خصوصاً بدنظری سے بہت ناشکری پیدا ہوتی ہے مثلاً ہمارے ماں باپ نے ہماری شادی اچھی جگہ نہیں کی، بیوی ایسی پری ہونی چاہیے تھی کہ دیکھتے ہی بے ہوش ہوکر گر جاتے۔ اس ناشکری کی نحوست سے اپنی بیوی سے محبت کم ہوجاتی ہے کہ بھئی کیا بتائیں، ماں باپ نے معلوم نہیں کس نمبر کا چشمہ لگا کر میری بیوی کا انتخاب کیا تھا۔ یہ ہائے ہائے بھی ہوئی، ناشکری بھی ہوئی، ماں باپ سے بدگمانی ہوئی۔ آج کل میاں بیوی کے اختلاف کی بڑی وجہ بدنظری ہے، میاں بیوی میں جھگڑے اسی لئے ہو رہے ہیں کہ جب دوسری کو دیکھتا ہے تو وہی نگاہ میں بچ جاتی ہے اور اپنی بیوی بھوتنی معلوم ہوتی ہے، اپنی بیوی اچھی معلوم نہیں ہوتی، اگرچہ وہ اچھی اور خوبصورت ہو مگر جو لوگ نگاہ کے مریض ہیں ان کو نگاہِ حرام کی عادت پڑ جاتی ہے۔ گھر میں اپنی اماں سے لڑتے ہیں کہ تم نے کتنے نمبر کا چشمہ لگا کر انتخاب کیا تھا، تم نے میری شادی غلط جگہ کردی، بڑھیا کمزور آنکھ کی تھی، کمزور آنکھ سے ایسی بدصورت بیاہ کر لے آئی، رات دن لڑائی، ماں کے ساتھ گستاخی، بدتمیزی ہو رہی ہے اور بیوی کا دل الگ دُکھا رہا ہے کہ کاش تم ایسی ہوتیں جیسی کہ ہم دفتر میں دیکھ کر آئے ہیں۔

اور اگر نظر کی حفاظت کی جائے تو اپنی چٹنی روٹی بھی پلاؤ معلوم ہوگی۔ جو لوگ

نظر کی حفاظت کرتے ہیں ان کو اپنی بیوی سے بہت محبت ہوتی ہے کیونکہ لے دے کے ایک ہی تو ہے، اَور کہاں جائیں گے؟ اس لئے ان کا وہی پلاؤ قورمہ ہے۔ منجملہ اور اَسرار کے ایک راز یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نظر کی حفاظت اسی لئے فرض کی ہے کہ نہ دوسری کو دیکھیں گے نہ للچائیں گے اور لے دے کے اپنی ہی انہیں حسین معلوم ہوگی۔ لہٰذا اپنی بیویوں کی نا قدری نہ کرو، اللہ کی بندی سمجھ کران کو پیار محبت سے رکھو۔ ان سے حسنِ سلوک کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اگر ہم ان پر زیادتی کریں گے تو اللہ تعالیٰ انتقام لے گا۔ چندروز صبر کرلو، جنت میں یہی بیویاں حوروں سے زیادہ حسین بنادی جائیں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حوروں نے نمازیں نہیں پڑھیں، روزے نہیں رکھے، عبادت نہیں کی، شوہروں کی خدمت نہیں کی اور دنیا کی عورتوں نے یہ سب عبادتیں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی عبادت کا نور ڈال دے گا، یہ مستزاد نور حوروں میں نہیں ہوگا۔ حوروں میں صباحت ہوگی لیکن نورِ عبادت کی وہ ملاحت نہیں ہوگی جو دنیا کی عورتوں پر ہوگی۔ وہ اللہ کا نور ہوگا جو حوروں کے چہروں پر نہیں ہوگا پھر وہ ہماری بیویوں سے کیسے خوبصورت ہوسکتی ہیں؟ لہٰذا سوچو کہ دنیا مسافر خانہ ہے، یہاں چندروز رہنا ہے، کچھ دن صبر کرلیں پھر جنت میں عیش کریں گے۔

اللہ کا ہر قانون ہمارے لئے سو فیصد مفید ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور نظر کی حفاظت کرو۔ جو نظر بچاتا ہے وہ آنکھوں کے زنا سے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لعنت سے محفوظ رہتا ہے۔ اس لئے بزرگوں کا تجربہ بیان کرتا ہوں کہ جو لوگ نگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ان کی آنکھوں میں ایک خاص چمک ہوتی ہے اور وہ جب دینی گفتگو کرتے ہیں تو اس میں اللہ اثر ڈال دیتا ہے اور جو نظر خراب کرتے ہیں ان کی نہ آنکھوں میں چمک ہوتی ہے نہ چہرے پر نور ہوتا ہے، چہرے پر لعنتی آثار ہوتے ہیں۔

تیسرا نقصان یہ ہے کہ کمر میں درد رہتا ہے۔ چوتھا نقصان یہ ہے کہ بار بار پیشاب لگتا ہے مگر اس کے اور اسباب بھی ہیں، ورنہ جو بار بار پیشاب کرے تو بدگمانی نہ کرو کہ

اوہو! دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔اور بھی اسباب ہیں مگر منجملہ اسباب کہ یہ بھی ہے کہ بار بار پیشاب لگتا ہے،مثانہ کے غدود ورم کر جاتے ہیں۔اور پانچواں نقصان یہ ہے کہ منی پتلی ہوجاتی ہے کیونکہ بدنظری سے گرمی پہنچتی ہے جومنی کو رقیق کردیتی ہےاور ایسا شخص بیویوں کا صحیح حق ادانہیں کرسکتا۔یہی وجہ ہے کہ جن ملکوں میں بدنظری عام ہے وہاں عورتیں زنا میں مبتلا ہوجاتی ہیں،ایک مرد سے ان کی تسلی نہیں ہوتی۔معلوم ہوا ہے کہ لندن کی عورتیں افریقہ کےملکوں میں جاتی ہیں کالوں سے بدمعاشی کرانے کے لئے۔بدنظری کے یہ بعض نقصانات بتادیئے۔

فانی چیزوں سے دل لگانا بیوقوفی ہے

ارشاد فرمایا کہ لیلیٰ بہت پر کشش نام ہے۔لیلیٰ کا نام سن کر سب کے کان کھڑے ہوجاتے ہیں۔بڑے بڑے مقدس لوگوں کے کان بھی کھڑے ہوجاتے ہیں۔ لیکن اسّی برس بعد جب وہی لیلیٰ قابلِ نفرت ہوجائے گی، جب اسّی برس کی بڑھیا لٹھیا لےکرآئے گی تو لیلیٰ، لیلیٰ نہ رہے گی، پھراس میں وہ کشش کہاں ہوگی۔جوچیزیں علیٰ معرض الفنا ہیں ان کو لیلیٰ بنانا بیوقوفی ہے۔حلال بیوی کا حق ادا کردو اور بس اللہ سے دل لگاؤ۔کسی چیز کو بقانہیں ہے نہ جوانی کو نہ بڑھاپے کو۔جوان بڈھا ہوا، بڈھا قبر میں گیا، یہی رولنگ (Rolling) ہورہی ہے۔بہت احمق اور بیوقوف ہیں وہ جوحسن کو دیکھ کر اپنے کو ناپاک کرڈالتے ہیں اور لعنت خریدتے ہیں۔جنہوں نے غیر اللہ سے دل لگایا، ہمیں بتادیں کہ کیا حاصل ہوا۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

وقت الگ ضائع ہوا، اورجن لوگوں نے عبادت کی، دردِدل سے دین پھیلایا وہ نفع میں ہیں۔ بس وہ کام کرو جو کام آئے۔

ایک بڑا مجاہدہ اوراس پر عظیم انعام

ارشاد فرمایا کہ نظر کی حفاظت بہت بڑا مجاہدہ ہےلیکن اس کے بدلے میں

حلاوتِ ایمانی ملتی ہے۔مجاہدہ بہت ہوتا ہےلیکن انعام بھی کتنا بڑا ہے۔اگر آسان ہوتو ہرکوئی نہ کرلے۔حسین کو دیکھ کر دل للچا جاتا ہے کہ ایک نظر دیکھ لوں۔علامہ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ نے بصارت کی مٹھاس لے کر بصیرت کی مٹھاس دے دی،اب سمجھ لیجیے کہ یہ کتنا بڑا انعام ہے، ہزاروں سال کی عبادت سے یہ نعمت نہیں ملتی۔آپ نظر بچانے کی مشق کیجئے، پھر اس کا پھل اور اس کا انعام دیکھئے۔اللہ نے مردہ لاشوں سے نظر کی حفاظت کرا کے اس کے بدلہ میں خود اپنی ذات کو دے دیا۔پھر بتاؤ! اللہ کے مقابلہ میں نظر بچانا کیا مشکل ہے۔کنکر پتھر کے بدلہ میں اگر کروڑوں کا موتی مل جائے تو کیا یہ سستا سودا نہیں ہے؟ ان حسینوں کو بڑھاپے میں تم خود چھوڑنے والے ہوتو جس چیز سے تم بھاگنے والے ہو،اس سے آج جوانی میں اللہ کے خوف سے اللہ کے لئے نظر کو بچالو، ان شاءاللہ! اللہ تعالیٰ مل جائیں گے۔

ان مردہ لاشوں کے لئے،مرنے والی لاشوں کے لئے،سڑنے گلنے والی لاشوں کے لئے اللہ سے محروم ہوتے ہو۔مرنے سے پہلے ہی بڑھاپے میں جب ان کے گال پچک جائیں گے،تم ان کو نہیں دیکھو گے تو اس وقت کوئی اَجر نہیں ملے گا،آج بچو گے تو اللہ کو پا جاؤ گے۔اُس وقت اپنی طبعی نفرت سے نہ دیکھو گے،طبیعت کا غلام اللہ کا غلام نہیں ہے۔ اللہ کا غلام وہ ہے کہ جب طبیعت جوان ہو اور دیکھنے کو جی چاہے مگر پھر بھی اللہ کے خوف سے نہ دیکھے۔ یہ کیا کہ معشوق بڈھا ہوگیا تو بھاگ نکلے۔یہ کمینہ آدمی ہے، بے غیرت ہے۔ عین جوانی کے وقت گناہ سے بچنا اللہ والوں کا کام ہے ورنہ حسین جب بڈھا ہوجاتا ہے یا بڈھی ہوجاتی ہے تو کافر بھی نہیں دیکھتا۔ بتاؤ! ہندو، یہودی،عیسائی ستّر برس کی بڑھیا کو للچائی ہوئی نظر سے دیکھتا ہے؟ توتم نے اگر ستّر برس میں چھوڑ دیا تو کیا کمال کر دیا؟ ہندو، یہودی اور عیسائی کی مشابہت کرلی۔ جوانی میں حسینوں سے بچنے کی مشق کرو، دیکھو! قربانی جاندار جانور کی اچھی ہوتی ہے،تم جب تگڑے ہو اس وقت قربانی پیش کروتو تم اللہ کے نزدیک مقبول ہوجاؤ گے۔

ہمارے سارے اعضاء اللہ کے غلام ہیں: **بِجَمِيْعِ اَعْضَاءِنَا وَ بِجَمِيْعِ اَجْزَاءِنَا** ہم اللہ کے غلام ہیں لہٰذا ہمارے ہر عضو سے اللہ کی غلامی ظاہر ہو، ہماری آنکھوں سے، ہماری زبان سے، ہاتھ پاؤں سے، ہمارے جسم کے ذرّے ذرّے سے اللہ کی غلامی کے آثار ظاہر ہوں اور ہم اپنی آنکھوں پر، اپنے دل پر، اپنے ظاہر و باطن پر اللہ کے قانون کو نافذ کریں۔ اگر محروم مرنا ہے تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ بدنظری میں اپنی جان دے دیں، لیکن اگر کامیاب زندگی چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آنکھوں کو غیر محرم سے بچاؤ۔ ان حسینوں کو دیکھنے سے کیا ملے گا؟ زیادہ سے زیادہ آنکھوں کی کچھ تازگی ہوگی مگر بعد میں پاگل کتّے کی طرح پھرو گے۔ مفسرِ عظیم علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بدنظری کرنے والا پاگل کتّے کی مانند ہے کہ جیسے پاگل کتّا سیدھا نہیں چلتا، اِدھر اُدھر چلتا ہے، ایسے ہی بدنظری کرنے والا بھی اِدھر اُدھر دیکھتا ہے کہ شاید کوئی نظر آجائے، شاید پر عمل کرتا ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یقین کو، حلاوتِ ایمانی کے یقینی وعدہ کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے، بدنظری کی عارضی لذت کو، ان حسینوں کو اپنی نظروں کے آگے کرتا ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یقینی وعدۂ حلاوتِ ایمانی کی یقینی لذت کو فراموش کرتا ہے۔

آج سب لوگ عہد کرو کہ یا اللہ! ہم تیرے حکم کے تابع رہیں گے، اپنی آنکھوں کو بھی آپ کا غلام بنائیں گے اور دل کو بھی۔ غلام کو آقا کے تابع ہونا چاہیے، غلام آقا کا تابع ہو تو وہ انعام یافتہ کہلاتا ہے، اور جو نافرمان ہو سزا یافتہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت اور توفیق دے کہ نامحرم پر نظر نہ ڈالیں، کسی حسین کو نہ دیکھیں، اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنا بنالے، اللہ سارے احکام پر عمل نصیب فرمائے اور تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ایمان کی حلاوت دل کو عطا فرمائے اور اللہ ہم سب سے راضی ہوجائے۔ لہٰذا آج سے وعدہ کرو کہ یا اللہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے خوف سے، آپ کی ناراضگی کے ڈر سے آج سے کسی لڑکے یا کسی لڑکی کو نہیں دیکھوں گا چاہے جان نکل جائے۔ (تمام حاضرین نے عرض کیا کہ ہم سب پکا وعدہ کرتے ہیں)

حسن کی طرف میلان کے باوجود تقویٰ سے رہنا کمال ہے

ارشاد فرمایا کہ حسینوں سے نظر نیچی کرنے میں جس کو گرانی اور تکلیف نہ محسوس ہو اس کا ولی اللہ ہونا تو درکنار وہ انسان بھی نہیں ہے، اس لئے کہ نظر بچانے کا جو انعام ہے وہ اسی تکلیف کی وجہ سے ہے۔ علامہ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بصارت کی تکلیف کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے بصیرت کا حلوہ دیا ہے۔ پس جس کی بصارت میں تکلیف نہ ہوئی تو معلوم ہوا یہ انسان نہیں ہے، اس کا کیسا دل ہے کہ حسینوں سے نظر نیچی کرنے میں گرانی محسوس نہیں کرتا، یہ انسانی دل نہیں ہے حیوانی دل ہے۔ اس لئے وہ لوگ مایوس نہ ہوں جن کو گرانی محسوس ہوتی ہے۔ گرانی کا محسوس ہونا عین فطرت ہے لیکن گرانی کو برداشت کرنا اور اللہ کے سامنے سر ڈال دینا، اللہ کا حکم مان لینا ہی تو کمالِ مجاہدہ ہے اور انعام یہ ہے کہ آنکھوں کی مٹھاس لے کر اللہ نے دل کو اپنے قرب سے میٹھا کر دیا کیونکہ نظر نیچی کرنے سے اللہ کی اطاعت لازم آتی ہے اور اللہ کی ہر فرمانبرداری کے ہر عمل کی جزا الگ الگ ہے۔ دل بادشاہ ہے اور غضِ بصر میں دل کو تکلیف ہوتی ہے اور بادشاہ جب اللہ کے راستہ میں مزدور بن جاتا ہے تو اس کو اَجر بھی عظیم الشان ملتا ہے۔ بادشاہ کو اَجر بھی بادشاہ کے شایانِ شان دیا جاتا ہے چنانچہ اس کو اللہ تعالیٰ نظر کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی، اپنے قرب کی مٹھاس عطا فرماتے ہیں۔ نظر بچانے سے جو دل میں خون بہا تو اس کے خوں بہا میں اللہ نے اپنی ذات کو پیش کیا ہے۔ ایک آدمی کسی کو قتل کر دے تو اس قتل کے بدلہ میں قاتل کو قتل کر دیا جاتا ہے یا وارثوں کی مرضی سے خوں بہا بصورتِ رقم دیا جاتا ہے لیکن نظر کی حفاظت میں جو دل کا خون ہوا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کا خوں بہا میں ہوں۔

حلاوتِ ایمانی کیا ہے؟ حلاوتِ ایمانی سے مراد اللہ کی ذات ہے اَبْدَلْتُہٗ اِیْمَانًا یَّجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ حلاوتِ ایمانی کا اور کیا ترجمہ آپ کریں گے سوائے اس کے کہ اللہ خود مل جاتا ہے۔ اس مجاہدے سے اس کے دل کا عالم بدل جاتا ہے، عالمِ بُعد سے وہ عالمِ قرب میں آجاتا ہے۔ اس پر عمل کر کے تو دیکھو، خالی سننے سے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔

یہ سننے کی بات نہیں ہے،عمل کرنے کی بات ہے۔نظر اور دل کی حفاظت کی مشق کرو، کچھ دن لگیں گے لیکن بعد میں زندگی بھر شکریہ ادا کرو گے۔ذرا سی دیر کے مزے کے لئے انسان بیوقوفی کرتا ہے اور گناہ کر بیٹھتا ہے، مثلاً ایئر ہوسٹس سے نگاہ بچا لو تو پتا چلے گا کہ کیا تکلیف ہوئی اور کیا ملا۔ہوائی جہاز پر بیٹھا ایئر ہوسٹس کو دیکھ رہا ہے، لطف لے رہا ہے، حرام نشہ لا رہا ہے، اس کے بعد تین گھنٹے میں جب جہاز اُتر گیا تو ایئر ہوسٹس اپنا بیگ لے کر اس کو اُلّو بناتی ہوئی چلی جائے گی، تمہاری طرف دیکھے گی بھی نہیں کہ یہ ہمارا عاشق ہے۔ لہٰذا اس بے وفا قوم سے ہوشیار رہو، جب اللہ حلال کی دے تو حلال کو حلال کرو مگر اس میں بھی اعتدال رکھو۔حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حلال کے معنی یہ نہیں کہ رات دن حلال کرتے رہو، حلال کے معنی یہ ہیں کہ اپنی صحت کو بھی دیکھتے رہو، اتنا زیادہ استعمال مت کرو جس سے صحت خراب ہو جائے ورنہ پھر دوسرا مقدمہ چل جائے گا کہ اپنے نفس کا خیال کیوں نہیں رکھا اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا۔

حصولِ تقویٰ کے لئے ہمت کو استعمال کرنا ہوگا

ارشاد فرمایا کہ دو گناہ ایسے ہیں کہ اگر ان کو چھوڑ دو تو سب گناہ آسانی سے چھوٹ جاتے ہیں۔سب سے پہلے نظر کی حفاظت کرلو۔جب مقابلہ کا موقع آتا ہے تب پتا چلتا ہے کہ نظر بچانا کتنا مشکل کام ہے۔لندن کے ہیتھرو ایئر پورٹ یا جرمنی کے فرینکفرٹ ایئر پورٹ پر اترنے کے بعد پتا چلتا ہے کہ نظر بچانا واقعی کتنا بڑا مجاہدہ ہے۔ جب ٹانگیں کھولے ہوئے کتاب پڑھ رہی ہیں اور نفس کی حریص چڑیا للچا رہی ہے۔ جہاں بے حیائی اور بے پردگی ہو وہاں جو آنکھوں کی حفاظت کرلے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پر اللہ کی محبت غالب ہے، اور اگر وہاں حفاظت نہیں کرتا تو معلوم ہوا کہ نفس اور شیطان کا غلام ہے، اس کو محبت کی ہوا بھی نہیں لگی، وہ جانتا ہی نہیں کہ اللہ کی کیا قیمت ہے۔ اپنی دولتِ ایمان کو سمجھتا ہی نہیں ہے، کمینہ اور بہت ہی ناپاک شخص ہے وہ جو عورتوں کو بُری نظر سے دیکھ لیتا ہے۔اسی وقت اس سے تاجِ ولایت چھن جاتا ہے۔بتائیے اللہ تعالیٰ

دیکھ رہا ہے کہ نہیں؟ بولو بھئی! اللہ دیکھتا ہے کہ نہیں؟

﴿وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ﴾

(سورۃ الحدید: آیۃ ۴)

اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو، جب ساتھ ہے تو کیا اللہ نابینا ہے؟ جوسب کو بینائی دیتا ہے وہ خود نابینا ہوگا؟

﴿اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ○﴾

(سورۃ العلق: آیۃ ۱۴)

کیا انسان نہیں جانتا کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے، اس لئے ہمت کرو، اپنی جان پر رحم کرو۔ ہمت کرو دوستو! اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمت دی ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہم میں دیکھنے کی تو ہمت ہے لیکن نظر ہٹانے کی ہمت نہیں ہے۔ ان بیوقوفوں سے پوچھنا چاہیے کہ اگر وہی معشوق یا معشوقہ پستول لئے ہوئے ہو اور کہے کہ جو ہمیں دیکھے گا ہم اس کو جان سے ماردیں گے، تو ہے کوئی نظر باز جو وہاں جا کر نظر لڑائے گا اور جان پر کھیل جائے گا۔ تب اپنی جان بچانے کے لئے پستول باز معشوق سے بچے گا یا نہیں؟ اگر ہمت نہیں تھی تو اب کہاں سے آگئی۔ یہ سب بہانہ بازی ہے، بدمعاشی اور کمینہ پن ہے۔ بولو بھئی جو دیکھتا ہے کمینہ ہے کہ نہیں؟ کمینہ پن کیوں اختیار کرتے ہو؟ نظر کی حفاظت کرو، جیسے اپنی بہن، اپنی ماں، اپنی بیٹی کو کوئی دوسرا دیکھے تو غصہ آتا ہے تو تم جس کو دیکھتے ہو وہ بھی کسی کی ماں ہوتی ہے، کسی کی بہن ہوتی ہے، کسی کی بیٹی ہوتی ہے۔ جس طرح سے ہم تم نہیں چاہتے کہ ہماری بہن، بیٹی، ماں، خالہ اور پھوپی کو کوئی دیکھے تو ہماری آپ کی مرضی کے مطابق ہی تو اللہ نے حکم نازل کردیا، غضِ بصر کا حکم تمہاری عین مرضی کے مطابق ہے، عین انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ بس سمجھ لو کہ ہمت اللہ نے دی ہے، ہمتِ تقویٰ دی ہے، گناہ چھوڑنے کی طاقت دی ہے، اس کے بعد تقویٰ فرض کیا ہے۔ اور **وَ اعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ** مرتے دم تک تقویٰ فرض ہے۔ کسی زمانہ میں بھی چھوٹ نہیں ہے چاہے اسّی برس کا بڈھا ہو جائے، نظر کی حفاظت اس وقت بھی فرض ہے۔

اسی لئے میں کہتا ہوں کہ جب ایمان لائے ہو، اللہ کو اللہ مان لیا ہے تو ہمت کیوں نہیں کرتے ہو؟ کیوں گناہ میں اپنی آنکھوں کو خراب کرتے ہو؟ دیکھنے سے کیا مل جاتی ہے؟ اگر ان کو دیکھنے سے کچھ مل جاتا ہے تو ہمیں بتاؤ کہ کیا ملتا ہے؟ اگر برابر دیکھو گے تو ''You are bloody fool'' کی آواز سننے کو ملے گی، گالیاں ملیں گی اور اگر اپنی نظر بچاؤ تو بڑی عزت ملتی ہے کہ واقعی یہ کوئی شاہ صاحب، کوئی اللہ والا ہے۔ ورنہ جو چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں زندگی بھر کے لئے گالی ان کی زبان پر رہتی ہے۔ اگر کبھی کوئی لاکھ تعریف بھی کرے کہ بڑے اونچے شاہ صاحب ہیں، ان کی دعا بہت قبول ہوتی ہے، تم نہیں جاتے ان کے پاس؟ اصل میں تم ان کے مقام کو نہیں جانتے۔ تو جس سے بچپن میں چھیڑ چھاڑ کی ہو وہ سر جھکا کر مسکراتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خوب جانتا ہوں، اب زبان مت کھلوایئے، میں جانتا ہوں کہ وہ کتنے بڑے صوفی ہیں۔ تو عزت و آبرو چلی جاتی ہے ذرا سی دیر کی لذت کے لئے۔

سلوک کا حاصل

ارشاد فرمایا کہ سلوک کا حاصل اپنی تمناؤں کا خون پینا ہے۔ جو لوگ اپنی حرام تمناؤں کا خون پیتے ہیں، اللہ کو راضی رکھتے ہیں، اپنی خواہش کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور اللہ کی رضا کو آگے رکھتے ہیں وہ جدھر سے گذرتے ہیں اللہ کی خوشبو آتی ہے۔ یہی پرچہ مشکل ہے، ہمارے یہاں یہی حل کیا جاتا ہے اور اس سے آدمی بہت جلدی اللہ والا بنتا ہے۔ تھوڑا سا غم اُٹھالیا اور اس کے بدلہ میں اللہ مل گیا تو کیا یہ سستا سودا نہیں ہے؟ کیوں بھئی! اگر کسی عورت کو آتا دیکھ کر نظر نیچی کر لی تو کیا جان سے مر گئے؟ جو کچھ بھی دل پر گذر جائے گذار لو مگر اللہ کو ناراض نہ کرو۔

گذر گئی جو گذرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

اتنا بھی نہ کہو کہ بہت مشکل پرچہ ہے۔ جو کچھ اللہ کا حکم ہے اس پر سرِ تسلیم خم کر دیا۔ یہی تو

بہادری ہے، حسینوں کو دیکھ لینا کون سی بہادری ہے۔ دیکھنے والا تو اس وقت اُلّو ہوتا ہے اور وہ اپنے کو اُلّو نہیں سمجھتا بلکہ سمجھتا ہے کہ جو لوگ مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں وہ بیوقوف ہیں، میں تو اتنا عقلمند ہوں۔ جو جتنا بیوقوف ہوتا ہے اپنے کو اتنا ہی عقلمند سمجھتا ہے۔ اصلی بیوقوف وہ ہے جس کو اپنی بیوقوفی پر یقین نہ آئے اور یہ سمجھے کہ جو لوگ مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں وہ خود بیوقوف ہیں۔ اس لئے دوستو میرے عزیزو! بس جان کی بازی لگادو (یہ بات حضرت والا دامت برکاتہم نے روتے ہوئے فرمائی)، آنکھ کو بچاؤ چاہے جان نکل جائے مگر جان نہیں نکلے گی، اَور آجائے گی۔ اللہ کا حکم ماننے میں جان میں اَور جان آجاتی ہے ؎

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
آنچہ در وہمت نیاید آں دہد

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں آدھی جان لیتا ہے اور سو جان دیتا ہے۔ تو آپ نفع میں ہیں یا نہیں؟ ایسی تجارت کہاں ہے! کون ہے ایسا کریم مالک! ایسے کریم مالک سے سودا کر لیجیے، آدھی جان دے کر سو جان لے لیجیے بلکہ اس سے بھی زیادہ نعمتوں کا وعدہ ہے، وہ جو تمہارے گمان اور خیال میں بھی نہیں آئے گا وہ نعمتیں، اللہ وہ حلاوت عطا کرے گا۔ دوستو! کبھی اللہ کے نام پر ذرا مر کے دیکھ لو، پھر دیکھو کہ کیا مزہ آتا ہے۔ نظر بچانے کا مزہ اگر حقیقت میں کھل جائے تو واللہ کہتا ہوں کوئی بدنظری نہ کرے اگر نظر بچانے کا مزہ پا جائے۔

صورت پرستی کی حماقت کا علاج

اور پھر ان عورتوں کی ایک وقت میں توند نکل آتی ہے، گردن موٹی ہو جاتی ہے، ناک پکوڑا سی ہو جاتی ہے، اور لڑکا ہو تو اس کی بھی ؎

کمر جھک کے مثل کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

جس لڑکی سے عشق لڑاتے ہو، بتاؤ نانی اماں ہونے والی ہے یا نہیں؟ اور اگر لڑکا ہے تو نانا

ابّا ہونے والا ہے یا نہیں؟ پھر پانچ سال کے بعد جب اس کی شکل بگڑ جاتی ہے تو جس کو پلاؤ اور بریانی کھلاتے تھے اور جان ودل سے فدا تھے پھر وہ محبت کیا ہوئی؟ اب اس کو کیوں نہیں دیکھتے؟ خیریت بھی پوچھتے ہو تو منہ اُدھر کر کے کہ بھئی تمہارے بچے خیریت سے ہیں؟ کیوں تم نے منہ کالا کیا ایسی شکلوں کے لئے اور پھر جب وہ مر گیا تو اس معشوق کی قبر پر بھی نہیں گئے، کس منہ سے جائیں گے اس کی قبر پر۔

جس چیز سے کچھ نہ ملے اور چند سال کے بعد وہ میلان اور جوش ومحبت بھی نہ رہے ایسی شکلوں پر زندگی برباد کرنا حماقت ہے یا نہیں؟ بس جو لوگ اپنی نگاہ کی حفاظت کریں اور دل کی حفاظت کریں وہی چین سے رہیں گے، سکون سے رہیں گے۔ ان کی کمر میں درد بھی نہیں ہوگا، پنڈلی میں بھی میٹھا میٹھا درد نہیں ہوگا اور دل میں انجائنا بھی نہیں ہوگا۔ جس دن سے آپ نے نیت کر لی کہ واللہ! آج سے نہیں دیکھنا ہے، کتنا ہی حسین ہو اپنی نظر کو نیچی رکھنا ہے، دیکھئے کیا چین ملتا ہے۔ آپ کے ارادے کا نقطۂ آغاز آپ کے چین اور آپ کے عیش کا نقطۂ آغاز ہوگا۔ اتنا مزہ آئے گا کہ جس کو آپ بیان نہیں کر سکتے، کوئی بھی ہو، چاہے تاجر طبقہ ہو، ملازم ہو، سروس مین ہو۔ ہر شخص عمل کر کے دیکھ لے، نظر بچا لے اور دل بچا لے، پھر خود دیکھے گا کہ کس طرح چین سے رہتا ہے۔

نظر باز کے لئے تین بُرے القاب

لہٰذا اپنے ناجائز ارمانوں کا خون کرو، جب ارمان نہ رہیں گے اور حسن پر بڑھاپا آجائے گا تب تو ہندو، یہودی، عیسائی بھی نہیں دیکھتا تو تم میں اور اس میں کیا فرق ہوا۔ مومنِ کامل وہی ہے کہ لباس جیسا نیک ہو اس کا عمل بھی ویسا ہی ہو، معشوق کی عین جوانی میں مومنِ کامل اس کو نہیں دیکھتا۔ ہمت کرو، ہمت کرو، ہمت کرو بس، چور نہ بنو۔ اللہ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ بدنظری سے بچنے کا حکم یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ قرآنِ پاک کا حکم ہے، اگر نہیں مانو گے تو اللہ گردن مروڑ دے گا، اللہ تعالیٰ کے عذاب کو کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور بخاری شریف کی حدیث میں بدنظری کو آنکھوں کا زنا فرمایا تو اے کم بختو! تم نظر بازی بھی

کرتے ہو اور ولی اللہ بننے کا خواب بھی دیکھتے ہو یا ولی اللہ ظاہر بھی کرتے ہو، ولی اللہ کا لباس پہن کر دعوتیں بھی اُڑاتے ہو، شرم نہیں آتی؟ اور مشکوٰۃ شریف کی روایت میں نظر باز پر لعنت آئی ہے، تو بدنظری کرنے والے کے تین لقب ہو گئے **یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ** کی نافرمانی کرنے سے اللہ کا نافرمان ہو گیا، بخاری شریف کی حدیث **زِنَی الۡعَیۡنِ النَّظَرُ** کی رُو سے آنکھوں کا زنا کار اور **لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ** سے ملعون ہو گیا۔ تو اللہ کا نافرمان، آنکھوں کا زنا کار اور ملعون کہیں ولی اللہ ہو سکتا ہے جب تک توبہ نہ کرے۔ بدنظری کرنے والوں کے یہ تین القاب نوٹ کر لو، جب کبھی تقاضا ہو تو اس کو یاد کرو کہ ہم کیا کر رہے ہیں، ہم مولانا صاحب بنے ہیں، قوم کے مقتدا ہیں اور ہم کتنی گری ہوئی حرکت کر رہے ہیں۔ جب ہمارے دین کا یہ حال ہوگا تو ہم سے کیا نفع ہوگا؟

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے خزانۂ قربِ الٰہی کا راز

واللہ! دیکھو اب میں جوش میں آ رہا ہوں، میں قسم کھا کے کہتا ہوں، قسم کھا کے کہتا ہوں، واللہ! ثم واللہ! ثم واللہ! بدنظری سے جس دن بچنے کا ارادہ ہوگا اس دن تمہاری دنیا ہی بدل جائے گی، اللہ تعالیٰ وہ مزہ دے گا حلاوتِ ایمانی کا کہ **یَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِیۡ قَلۡبِهٖ** حلاوتِ ایمانی قلب میں پا جائے گا۔ بس میرا پچھتر (۷۵) سال کا تجربہ ہے کہ جتنا اس عمل سے مجھے قرب حاصل ہوا ہے اتنا کسی عمل سے قرب حاصل نہیں ہوا، جتنا نظر بچانے سے اللہ تعالیٰ کا قرب ملا ہے۔ اب راز کی بات بتا دی، یہ بات بتانی نہیں چاہیے مگر بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب جتنا اس سے ملتا ہے اتنا کسی عمل سے نہیں ملتا۔ اللہ مل گیا تو اور کیا چاہیے، اللہ مل گیا تو سب کچھ مل گیا، اللہ نہ ملا تو سب بیکار ہے۔ اگر کسی کے پاس بادشاہت ہے، تخت و تاج ہے لیکن وہ اگر کافر ہے تو کچھ بھی نہیں، بس مرا کہ سب گیا۔

دین پر استقامت کا وظیفہ

ارشاد فرمایا کہ سات مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ کر دعا کرے کہ یا اللہ! جو

آپ نے ہمت دی ہے ترکِ گناہ کی، اُس ہمت کو استعمال کرنے کی ہمت دے دیجئے تو ان شاء اللہ! نظر بچانے کی ہمت بھی ہوجائے گی۔لیکن یہ بتایئے کوئی شخص دعا کرے کہ مجھے اولاد دے دیجئے اور بیوی اس کی ہو کیپ ٹاؤن میں، کبھی ملاقات نہ ہو تو کیا دعا سے اولاد ہوگی؟ لہٰذا خالی دعا نہیں ہمت بھی کرو، اپنی ہمت بھی استعمال کرو، بزرگانِ دین سے ہمت کی دعا بھی کراؤ اور اللہ تعالیٰ سے ہمت کی درخواست کرو۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے معنی ہیں کہ نہیں ہے طاقت مجھ میں گناہوں سے بچنے کی اور نہ نیک عمل کرنے کی مگر اے اللہ! آپ کی مدد سے۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ سات مرتبہ پڑھ کر دعا کرلو کہ آپ اپنی رحمت سے مجھے ہمت دے دیجئے، لومڑی کو شیر بنا دیجئے، جو شکلاً تو شیر ہے مگر ننگِ رُوباہ ہے۔لہٰذا آپ ہمت تو کریں ؎

شیخ پینے کا ارادہ تو کریں
حوض کوثر سے منگالی جائے گی

آپ ہمت تو کریں، آخر خدا نے حکم دیا ہے تو ہمت دے کر حکم دیا ہے۔ایسا کوئی حکم نہیں ہے جس کی ہمت اور طاقت اللہ نہ دے ورنہ یہ ظلم ہوجاتا اور اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہیں اور اس کی دلیل وہی ہے کہ ابھی کوئی چھرا لے کر دھمکی دے کہ اگر بدنظری کرے گا تو چھرا بھونک دوں گا تو فوراً آنکھ بند کرلے گا۔معلوم ہوا کہ آنکھ بند کرنے کی ہمت ہے مگر ہم لوگ ہمت چور ہیں۔لیکن میں اتنا کہتا ہوں کہ ان ہگنی، موتنی، پدنی لاشوں سے نظر بچا کر واللہ! اتنا مزہ پاؤ گے کہ سارے مزے بھول جاؤ گے مگر بیوی مستثنیٰ ہے، بیوی جیسی بھی ہو وہ محبوب ہے، حلال ہے، اس کی محبت کرنے میں ثواب ہے۔بیوی سے صحبت کرنے کا ثواب تہجد سے زیادہ ہے، مگر بیوی کے علاوہ کسی طرف خیال نہ کرو۔

لہٰذا گناہ سے بچو، ایک گناہ بھی نہ کرو، ولی اللہ بن جاؤ گے اور ولی اللہ جو نہ بنا وہ خسارے میں گیا، کیونکہ جس چیز پر محنت کی، دکان، تجارت سب چھوڑ کر دو گز کفن پہن کر چلا جاتا ہے، تو اس وقت کیا ہوگا۔پھر اللہ پوچھے گا کہ تم میرے ولی کیوں نہیں بنے جبکہ

میں نے تمہیں پیغام دیا تھا، میں نے حکم دیا تھا کہ تقویٰ سے رہو اور تقویٰ اختیار کر کے میرے ولی بن جاؤ۔ ہم نے تمہیں اپنی دوستی کی دعوت دی اور تم نے اپنے نفس کی گندی خواہشات سے میری دعوت قبول نہیں کی۔ تم کو سوچنا چاہیے تھا کہ منی سے پیدا کر کے احکم الحاکمین، اتنا بڑا اللہ، ہم کو دوست بنانے کی دعوت دے رہا ہے، مگر تم اپنے کمینہ پن، نفس کی خواہشات کی وجہ سے میرے ولی نہیں بنے، بغیر ولی بنے میرے پاس آ گئے، لہٰذا اب اس کی سزا بھگتو۔

ہمت کر کے گناہ نہ چھوڑے تو مرتے دَم تک ابتلا رہے گا

ارشاد فرمایا کہ عورتوں اور لڑکوں سے آنکھ کی حفاظت ضروری، بہت ضروری، بہت ضروری ہے۔ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، اللہ سے بے خوف نہ ہو ورنہ اللہ گردن پکڑ کر مروڑ دے گا، جس دن عذاب دے گا اس دن کوئی کام نہیں آئے گا۔ اگر ہمت نہ کی تو مرتے دم تک یہ عادت نہیں چھوٹتی۔ اَسّی نوے سال کے ہو جائیں گے اور مرتے ہوئے بھی نرسوں کو دیکھ کر مریں گے۔ عادت خراب ہو جاتی ہے۔ اس لئے یاد رکھو! اللہ کی دی ہوئی ہمت کو ایک نعمت سمجھ کر استعمال کرو ورنہ پھر ہمت اتنی کمزور ہو جائے گی کہ مرتے دم تک یہ مرض نہیں جائے گا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک اسّی سال کے بڈھے تھے، انھوں نے لکھا کہ مجھے اب تک بدنظری کا مرض ہے۔ وجہ کیا تھی؟ اللہ کی دی ہوئی ہمت اور طاقت کو استعمال نہیں کیا۔ اللہ نے بچنے کی طاقت سب کو دی ہے، ہر انسان کو آنکھوں کے بچانے کی طاقت دی ہے، ہمت دی ہے مگر یہ ہمت چور ہے، یہ طاقت چور ہے جو ہمت اور طاقت کو استعمال نہیں کرتا۔

غمِ فانی اور غمِ جاوداں

ارشاد فرمایا کہ غمِ جاناں حاصل کرو یعنی اللہ کی محبت کا غم حاصل کرو، ان کی توجہ اور ان کا کرم حاصل کرو، صرف اللہ کی محبت کا غم لذیذ اور دائمی ہے، باقی سارے غم عارضی

اوردردِسرہیں۔عارف شاعر کہتا ہے ۔

عارف غمِ جاناں کی توجہ کے تصدق
ٹھکرا دیا وہ غم جو غمِ جاوداں نہ تھا

یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کا غم جاوداں ہے، باقی کوئی غم جاوداں نہیں، اس لئے میں نے دنیا کے غموں کو ٹھکرادیا کیونکہ وہ جاوداں نہ تھے۔آپ ہی بتایئے دنیا کا کوئی غم جاوداں ہے؟ مثلاً جو لڑکا آج جوان سبزہ آغاز ہے، جس پر دین وایمان فدا کرنے کو جی چاہتا ہے، چند دن کے بعد اس کا جو حال ہوتا ہے وہ میں نے اپنے قطعہ میں بیان کیا ہے ۔

کبھی جو سبزہ آغاز جواں تھا
تو سالار گروہ دلبراں تھا
بڑھاپے میں اسے دیکھا گیا جب
کسی کا جیسے وہ نانا میاں تھا

ہر لڑکا ابّا بننے والا ہے، نانا دادا بننے والا ہے، کیا یہ غمِ جاوداں ہے؟ پھر اپنی عاشقی پر شرمندگی ہوگی، جب نانا ابّا بن جائے گا تو اپنی عاشقی کے دن یاد کرکے شرمندہ ہوگے اور اس سے یہ بھی نہ کہہ سکو گے ۔

کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا
تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یہی حال لڑکی کا ہے۔ہر لڑکی نانی اماں بننے والی ہے یا نہیں؟ جس لڑکی کا غم حاصلِ زندگی معلوم ہوتا تھا، وہی لڑکی جب نانی بن گئی، اب اس کی عاشقی کی داستان سب بیکار ہوگئی کہ نہیں؟ جو تاریخِ عشق ضائع ہونے والی، فنا ہونے والی ہے، اس پر کیا زندگی ضائع کرتے ہو۔ جب لڑکا نانا ابّا اور لڑکی نانی اماں ہوگی، اس وقت تاریخِ عشق فنا ہوگی کہ نہیں؟ معشوقوں کے بڑھاپے کے بعد بتاؤ تاریخِ عشق جوان رہے گی؟ دنیا دھوکہ کی جگہ ہے، نانی اماں اور نانا ابو بننے والوں سے دل نہ لگاؤ۔میرا ایک اور قطعہ ہے ۔

حسینوں کا جغرافیہ میرؔ بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر
یہ عالَم نہ ہوگا تو پھر کیا کرو گے
زحل مشتری اور مریخ لے کر

مریخ کا وزن چیخ سے ہے، بس چیخنا پڑ جائے گا، رونے چلّانے کے سوا دنیا داروں کو کچھ حاصل نہیں۔ دیکھئے! جن کے معشوق بڈھے ہوگئے ان سے پوچھئے کہ ان کی زندگی ضائع ہوئی کہ نہیں؟ زندگی کے جو دن ولی اللہ بنا سکتے تھے، جوانی کے وہ اوقات تو عشقِ بتاں میں گذار دیئے، پاخانے اور پیشاب کے بدبودار مقامات کے گرویدہ ہوگئے۔

دل کا آرام پانے کا نسخہ

اس لئے دوستو! جوانی کی قدر کرلو، زندگی کی قدر کرلو، حسنِ فانی میں کچھ نہیں رکھا، ساری دنیا بیکار ہے، دنیا سے آنکھ بند کرلو، کچھ مت دیکھو، حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

دل آرامے کہ داری دل در وبند
دگر چشم از ہمہ عالم فروبند

دل کا آرام اسی میں ہے کہ دل میں صرف وہ محبوبِ حقیقی تعالیٰ شانہ ہو، باقی ساری دنیا سے آنکھوں کو بند کرلو۔ دنیا کے نقد مال کو مت دیکھو، حسینوں کے حسن سے دھوکہ مت کھاؤ کیونکہ اس کا انجام بہت ہی بُرا ہونے والا ہے۔ جو لڑکی آج پندرہ سولہ سال کی نہایت حسین وجمیل ہے، جس کو دیکھ کر ایمان فروخت کرنے کو جی چاہتا ہے، وہی سولہ سال کی لڑکی جب اَسّی برس کی ہوگی تو پھر کیا کروگے، جب کمر جھکی ہوئی آئے گی، لاٹھی لئے ہوئے، بارہ نمبر کا چشمہ لگا ہوا، بال سفید، تو اس کا جغرافیہ بدلنے سے کیا تمہاری تاریخ نہ بدلے گی؟ کون ہے ایسا شخص جو اس وقت بھی اس سے ایسی ہی محبت کرے جیسی سولہ برس کی عمر میں کیا کرتا تھا۔

کمر جھک کے مثل کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

یہ دنیا کے حسینوں کا حال ہے۔ بڑھاپے سے جب حسن کا پوسٹ مارٹم ہوجائے گا، پھر کہاں جاؤ گے، کس سے دل کو بہلاؤ گے؟ وہ زندگی وہ جوانی جو ولی اللہ بننے کے لئے تھی، وہ زندگی کے دن تو چلے گئے، اب منہ پٹاؤ، جوتے کھاؤ، رُسوائی الگ ہوئی، بدنامی الگ ہوئی۔ لٰہذا کسی کا سولہ سالہ حسن مت دیکھو، نظر بچاؤ اور پھر سوچو کہ یہ لڑکی بڑھی ہونے والی ہے، اس کی چھاتیاں ایک ایک فٹ لٹک جائیں گی، اس وقت یاد کرو گے کہ جوانی میں تو یہ مثل انار تھیں، سارا عشق ناک کے راستہ نکل جائے گا۔ اسی طرح جس لڑکے پر آج مر رہے ہو، بڑھا ہونے کے بعد اس کو دیکھ کر اس گدھے کی طرح بھاگو گے جو شیر کو دیکھ کر بھاگتا ہے ؎

میرؔ کا معشوق جب بڑھا ہوا
بھاگ نکلے میرؔ بڑھے حسن سے

اس لئے یہ شعر مجھے بہت پسند ہے ؎

عارف غمِ جاناں کی توجہ کے تصدق
ٹھکرا دیا وہ غم جو غمِ جاوداں نہ تھا

یعنی غم جاناں کی توجہ کے میں قربان جاؤں، اس اللہ پر فدا ہوجاؤں جو لازوال حسن رکھتا ہے، كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یوم کے معنی یہاں دن کے نہیں بلکہ وقت کے ہیں اَیْ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ مِّنَ الْاَوْقَاتِ، وَفِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ مِّنَ اللَّمْحَاتِ، وَفِيْ كُلِّ لَحْظَةٍ مِّنَ اللَّحَظَاتِ هُوَ فِيْ شَاْنٍ، یعنی ہر وقت، ہر لمحہ، ہر لحظہ اس کی ایک نئی شان ہے اور معشوقانِ مجازی کی شان ہر لمحہ، ہر لحظہ رو بہ زوال ہے۔ اس لئے عاشقانِ مجاز بالکل احمق اور بیوقوف نظر آتے ہیں۔ اگر اس میں کسی کو شبہ ہو تو ہم سے کہے، ہم اس کی حماقت کو ثابت کردیں گے۔ کیسے؟ بڑھاپا ہر شخص پر آئے گا یا نہیں؟ تو جب معشوق بڑھا اور معشوقہ بڑھی ہوجائے گی تو اس کے ساتھ یہ جوش وخروش، یہ غزل خوانی، یہ قصیدہ سرائی

رہے گی؟ بڈھا، بڈھی دونوں کی گردن ہل رہی ہے، دونوں معانقہ کر کے دکھائیں، ایک کا اثبات ہوگا دوسرے کی نفی ہوگی۔ ایک ایسے کرے گا تو دوسرا ایسے کرے گا (حضرت والا نے ہاں اور نہیں کے انداز میں گردن ہلا کر بتایا) آہ! بڈھے اور بڈھی معانقہ بھی نہیں کر سکتے۔ یہ بات میں خون کے آنسو بہا کر کہوں تو بھی حق ادا نہیں ہوسکتا۔ جب دونوں کی گردن ملنے لگی، عاشق کی گردن اور معشوق کی گردن تو دونوں ہمیں معانقہ کر کے دکھادیں۔ دونوں کی گردن مل نہیں سکتی، معانقہ بھی گیا۔ ایسا فانی غم ٹھکرانے ہی کے قابل ہے۔ اللہ کی محبت کا لازوال غم حاصل کرو جو دونوں جہان کی لذتوں سے زیادہ لذیذ ہے، غیر محدود ہے، غیر فانی ہے جس کی لذت میں کبھی زوال نہیں آتا۔ واللہ! دنیا فانی ہے، ہرگز اس قابل نہیں کہ اس سے دل لگایا جائے، جن لوگوں نے دنیا سے دل لگایا، اپنی جوانیاں تباہ کیں، ان سے پوچھ لو کہ کیا ملا؟ وہی معشوق جن کو دیکھ کر پاگل ہوتے تھے، آج انہی کو دیکھ کر دل شرمندہ ہوتا ہے، یہاں تک کہ ان سے کہہ بھی نہیں سکتا کہ میں تم پر کبھی عاشق تھا۔

گیا حسن خوبان دل خواہ کا
ہمیشہ رہے نام اللہ کا

بس تسبیح لے کر بیٹھ جاؤ اور اللہ کا نام لو۔

نظر اور دل کی حفاظت

ارشاد فرمایا کہ نظر کی حفاظت کیجئے، نامحرم سے نظر بچائیں، اسی طرح بے ریش لڑکوں کو بھی نہ دیکھیں چاہے حسین ہو یا غیر حسین ہو کیونکہ جب چوہے کو بلّیاں دوڑاتی ہیں تو چوہا بل کے حسن کی طرف نہیں دیکھتا کہ بل سنگ مرمر کا ہے یا نہیں؟ وہ دیکھتا ہے کہ بل ہونا چاہیے، بلّیوں کی میاؤں سے گھبرا کر اس میں گھس جاتا ہے۔ میر صاحب کے لئے میرا شعر ہے۔

بے کسی اے میرؔ اس چوہے کی دیکھا چاہیے
بلّیوں کی میاؤں ہو اور پاس کوئی بل نہ ہو

میرے مدرسہ میں ایک الجزائری تھا، وہ عربی بولتا تھا، اردو نہیں سمجھتا تھا۔ میں نے عربی میں اس کو یہ شعر سمجھایا کہ بلّیوں کی میاؤں ہوتی ہے تو چوہا کس طرح بھاگتا ہے۔ وہ بہت ہنسا اور اس نے عربی میں کہا کہ چوہا گھبرا کر بھاگتا ہے مگر مارے گھبراہٹ کے الٹ جاتا ہے، پھر سیدھا ہوتا ہے، پھر الٹ جاتا ہے۔

لہٰذا اپنی آنکھوں کو حسینوں سے بچاؤ، نہ محبت سے دیکھو نہ غصہ سے دیکھو۔ ایک صاحب آنکھیں لال کئے ائیر ہوسٹس پر غصہ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں تمہارے افسر سے شکایت کروں گا کہ یہ سروس اچھی نہیں کرتی، چائے میں دیر کر دی اور چینی بھی نہیں دی وغیرہ وغیرہ، تو میں نے ان کی آنکھ کو دیکھا اور اپنے تجربہ کی بناء پر سمجھا کہ غصہ کی حالت میں بھی نفس اپنا کام کرتا ہے، محبت سے تو مزہ لیتا ہی ہے لیکن غصہ میں بھی مزہ لیتا ہے۔ اس لئے عورتوں کو نہ غصہ سے دیکھنا چاہیے اور نہ محبت سے دیکھنا چاہیے۔ اسی طرح لڑکوں کو خصوصاً جن لڑکوں میں حسن ہو اگرچہ ان کے کچھ بال داڑھی کے نکل آئیں تب بھی نہ دیکھو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اگر دو چار بال نکل آتے تھے تو کشش ختم ہو جاتی تھی لیکن یہ زمانہ ایسا ہے کہ ایک ہزار بال کے باوجود لوگوں کو کشش معلوم ہوتی ہے۔ غرض اگر چہرے پر کشش ہے، نمک ہے تو اس سے بچنا واجب ہے۔

تو اَمرد، لڑکیاں، عورتیں کیسی بھی ہوں ان سے بچنا چاہیے، چاہے بالکل مکروہ شکل ہو۔ ہارون رشید کے زمانہ میں ایک عورت کے حمل ٹھہر گیا اور وہ بہت ہی مکروہ تھی، ہارون رشید کو تعجب ہوا کہ اس کو کس نے استعمال کیا، کون ایسا بدذوق ہے کہ اس پر عاشق ہو گیا۔ تحقیق کی تو (C.I.D) نے اس کے زانی کو گرفتار کر لیا، وہ بھی ویسا ہی مکروہ تھا، **لِكُلِّ سَاقِطَةٍ لَّا قِطَةٌ** ہر گری پڑی چیز کا کوئی اُٹھانے والا ہے، اور غیر شادی شدہ پر جب شہوت سوار ہوتی ہے تو وہ مکروہ شکل کو بھی نہیں چھوڑتا۔

حفاظتِ نظر کے حکم پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل

ارشاد فرمایا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جب ملکِ شام فتح کیا تو کس طرح فتح ہوا؟

شام کا حسن مشہور ہے، سبزہ آمیز، گرین (Green) ہوتا ہے۔ عیسائیوں نے اپنی خوبصورت لڑکیوں کو سجا کر دو رویہ کھڑا کر دیا کہ صحابہ جب گذریں گے تو بدنگاہی کریں گے اور اللہ کی مدد ان سے ہٹ جائے گی تو فتح نہیں کرسکیں گے، یہ اسکیم بنائی۔ لیکن جب صحابہ رضی اللہ عنہم گذرے تو سپہ سالار نے یہ آیت پڑھ دی **قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ** ، اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی کرلیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوا کہ یہ آیت ابھی ابھی نازل ہو رہی ہے۔ جب صحابہ اس طرف سے نیچی نگاہ کر کے گذر گئے تو لڑکیوں نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ آپ کی چال بیکار گئی، وہ لوگ تو فرشتے ہیں فرشتے! انہوں نے ہماری طرف دیکھا بھی نہیں اور محض اس عمل کی برکت سے بغیر جنگ کئے ہوئے فتح ہوگئی۔

آہ! صحابہ رضی اللہ عنہم نے دین پر اپنی جانیں دے دیں اور خونِ شہادت قبول کرلیا اور ہم لوگ نگاہ نیچی کرنے سے کتراتے ہیں اور نگاہ کو لید کے مقام پر پلید کرتے ہیں، پیشاب پاخانے کے مقام کے بدلہ میں آہ! اللہ سے خود کو محروم کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین کی قیمت ابھی ہمارے دلوں میں نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اگر دل میں ہو تو معلوم ہو کہ یہ حکم کس کا ہے؟ جس نے آنکھ پیدا کی اور آنکھ میں روشنی کا خزانہ رکھا، سیاہ پتلی میں روشنی رکھی۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرتِ قاہرہ کی یہ کتنی بڑی دلیل ہے کہ سیاہی میں روشنی رکھ دی جبکہ سیاہی اور روشنی میں تضاد ہے اور پھر حکم غضِ بصر کا دیا۔ کیا اللہ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ آنکھ دے اور آنکھ کے متعلق حکم نافذ کرے؟ جس نے آنکھ بنائی اس نے آنکھ کے لئے حکم نافذ کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ اپنی آنکھ کی حفاظت کریں اور کسی نامحرم، کسی اجنبیہ کو نہ دیکھیں۔

تم جب کسی کو دیکھتے ہو تو تمہیں شرم نہیں آتی کہ اللہ تم کو دیکھ رہا ہے، کیا بات ہے کہ جانور کی طرح سے زندگی گذارتے ہو؟ جہاں چاہتے ہو دیکھتے ہو حالانکہ جس نے آنکھ بنائی ہے اسی کا تو قانون ہے کہ کہاں دیکھو، کہاں نہ دیکھو۔ جہاں ہم کہیں وہاں دیکھو

اور جہاں ہم منع کر دیں وہاں مت دیکھو ورنہ ہم تمہاری آنکھ اندھی کرنے پر قادر ہیں، تمہاری آنکھ کو بے نور کرنے پر قادر ہیں۔ بتاؤ کوئی بدنظری کرے اور اس کی آنکھ کی روشنی اللہ چھین لے تو پھر کیا ہوگا؟ کیا پھر دیکھ سکتا ہے؟ اللہ سے ڈرو۔ مردہ لاشوں کے پیچھے مردہ خور بنے ہوئے ہو۔ دردِ دل سے کہتا ہوں کہ ان مردہ لاشوں کی خاطر اللہ کو نہ چھوڑیئے، نظر خراب کر کے اللہ کو ناراض نہ کیجئے۔ نافرمانی سے کچھ نہیں پاؤ گے سوائے اس کے کہ تمہیں اللہ کا نافرمان لکھ دیا جائے گا۔ یہ بھی تو سوچو کہ مردہ لاش کو دیکھا، چلو صرف دیکھا ہی نہیں حاصل بھی کر لیا تو مردے کی خاطر اُس زندہ حقیقی کو چھوڑ دیا! یہ مردے ہیں یا نہیں؟ کل مریں گے اور گل سڑ کے ختم ہوں گے تو آج ہی سمجھ لو کہ مرے ہوئے ہیں۔ ان مردہ لاشوں کی چمک دمک کو مت دیکھو، اللہ کو دیکھو کہ وہ کتنا حسین، کتنا صاحبِ جمال ہے کہ کروڑوں لیلاؤں کو پیدا کرتا ہے اور فنا کر دیتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان لیلاؤں کا حسن فانی ہے۔ باقی، پائیدار اور ہمیشہ رہنے والا حسن اللہ کا ہے۔ لہٰذا ان لاشوں سے فروخت ہو کر خود کو ذلیل نہ کرو کیونکہ جن کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہو وہ بھی حقیر سمجھتی ہیں کہ نہایت بدمعاش ہے۔ اور اگر نظر بچا لو چاہے ہیتھرو ائیر پورٹ پر یا فرینکفرٹ ائیر پورٹ پر تو ان عورتوں کے دل میں تمہاری عزت اور وقار پیدا ہو جائے گا کہ یہ اللہ والے لوگ ہیں، خدا سے ڈرنے والے لوگ ہیں جو ہماری صورت کو نہیں دیکھتے جبکہ ہماری صورت کو دیکھنے کے لئے بڑے بڑے بادشاہوں کی رال ٹپک جاتی ہے۔

لذتِ فانی اور لذتِ باقی کا فرق

ارشاد فرمایا کہ ستّر اسّی سال کے بعد میاں بیوی خواہ کتنے ہی حسین ہوں مگر ٹُک ٹُک دیدم دم نہ کشیدم، ٹُک ٹُک دیکھتے ہیں اور دَم نہیں مارتے کیونکہ مارنے کا دَم ہی نہیں رہتا اور بزبانِ حال کہتے ہیں ''لینے دینے پر ڈالو خاک، کرو محبت پاک''۔ بس سمجھ لو ایک دن ایسا آنے والا ہے، ساری صحبتیں خاک ہو جائیں گی۔ ہمارے ایک دوست نے جو اس وقت یہاں موجود ہیں، لندن میں ایک شادی کی جو پچیس سال کی عمر کی ہے اور خود

باون (۵۲) سال کے ہیں تو میں نے ان کے متعلق لندن میں ایک شعر بنایا تھا۔

وہ ففٹی ٹو ہے لیکن طاقتِ ٹو فائیو رکھتا ہے
اگرچہ شیخ ہے ظالم مگر ٹو وائف رکھتا ہے

لندن کے ماحول اور بے پردگی کی وجہ سے مجبور تھے اس لئے انہوں نے دوشادیاں کرلیں۔ لیکن ہم کو بنگلہ دیش میں ایک آدمی اپنی لڑکی دے رہا تھا اور وہ بڑھا خوبصورت تھا، لڑکی بھی خوبصورت ہوگی مگر ہم نے انکار کر دیا۔ میں نے کہا کہ مجھے دین کی خدمت عزیز ہے، اگر میں نے یہ شادی کرلی تو میں مجلس میں دین کی بات سنا رہا ہوں گا، تم آؤ گے کہ آپ کے بیٹے کو ڈائیریا ہوگیا ہے، اس کو ڈاکٹر کے ہاں لے کر جائیے، تو آپ ہم سے اس کام کو چھین لیں گے۔ اب ہم کو یہی کام عزیز ہے۔ اگر نوجوان لڑکیاں مفت میں ملیں، گفٹ میں ملیں تب بھی میں (Reject) کردوں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ یہ مزہ جو ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر کا، فکر کا، دین کی اشاعت کا اس کا کوئی مثل نہیں۔ اب سمجھ لو کہ اس وقت مجھے کیا نشہ آیا، سلطنت بھی اگر ہو تو قربان کردی جائے، اس مزے کے سامنے سلطنت کی کوئی قیمت نہیں۔

نفس دشمن کی تکلیف سے خوش ہونا چاہیے

ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مشکل پیش آئے تو سوچو کہ کوئی گناہ تو نہیں ہوگیا، خصوصاً اس زمانہ میں آنکھ کا گناہ جو ہے بڑے بڑے مقطع صورت لوگ، گول ٹوپی رکھتے ہوئے اس گناہ میں مبتلا ہیں، الّا ماشاء اللہ، بہت کم لوگ ہیں جو بدنظری سے بچتے ہیں کیونکہ اس کو معمولی گناہ سمجھتے ہیں۔ اگر یہ معمولی گناہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ **يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ** کا حکم نازل نہ کرتا اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو آنکھوں کا زنانہ فرماتے، اور ناظر اور منظور کو لعنت کی بددعا نہ دیتے۔ بس آج سے توبہ کرلو اور ارادہ کرلو کہ ایک نظر بھی خراب نہیں کریں گے، کرسچن عورت ہو یا مسلمان عورت کسی کو نہیں دیکھیں گے۔ دانت پیس کر نفس سے کہو کہ اے نفس ظالم! ہم تیرا خون پی لیں گے۔ اگر نفس کو تکلیف ہوتی ہے تو ہونے دو کیونکہ نفس دشمن ہے۔ بتائیے! دشمن کی تکلیف سے آپ خوش ہوتے ہیں یا نہیں؟

اگر دشمن خوش ہو اور مسکرا رہا ہو تو آپ ڈر جاتے ہیں کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہے اور دشمن غمگین ہو اور رو رہا ہو تو آپ خوش ہوتے ہیں۔ نفس روئے تو خوش ہو جاؤ کہ دشمن کا رونا ہی اچھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا دشمن تمہارے پہلو میں ہے۔ اس کو جتنی بھی تکلیف ہو، ہونے دو۔ نفس کی تکلیف کو آپ اپنی تکلیف کیوں سمجھتے ہیں؟ یہ آپ کو تکلیف نہیں ہو رہی ہے آپ کے دشمن کو ہو رہی ہے۔ جس تکلیف سے اللہ مل جائے وہ مبارک تکلیف ہے، اللہ کے مقابلہ میں کوئی تکلیف کچھ نہیں ہے، اور اللہ ملتا ہے نظر بچانے سے، خوب سمجھ لو اللہ ملتا ہے نظر بچانے سے۔ پھر کہتا ہوں، دردِ دل سے کہتا ہوں کہ نظر خراب کر کے اللہ کو نہ چھوڑیئے، ان مردہ لاشوں کی خاطر اللہ کو ناراض نہ کیجئے۔ سوچو کہ مردہ لاش کو دیکھا اور اللہ کو چھوڑا۔ آہ! کیا کھویا اور کیا پایا؟ اللہ کے بدلے میں مردے کو لے لیا، یہ سب مردہ ہیں یا نہیں؟ گل سڑ کے ختم ہو جائیں گے۔ یاد رکھو کہ نظر بچانے سے دل کی آرزو ٹوٹ جاتی ہے، شدید غم ہوتا ہے کیونکہ ان حسینوں میں حسن اور کشش اللہ ہی نے رکھی ہے تو اس کو چھوڑنے کے بدلہ میں اپنی ذاتِ پاک کو دے دیا کہ تم ہماری مٹھاس اور شیرینی کو پا جاؤ گے۔

عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو دنیا ہی میں جہنم کا مزہ چکھنا ہو وہ ظالم عشقِ مجازی میں جری ہو جائے اور کسی اَمرد لڑکے یا کسی لڑکی کے عشق میں مبتلا ہو جائے۔ اس لئے فرمایا کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے، انسان یہ بھی نہیں سوچتا کہ جو آج لڑکا ہے وہ کل نانا ابّا ہونے والا ہے۔ جب وہ نانا ابّا بن جائے گا، چھوٹے چھوٹے بچے اس کو نانا کہیں گے کیا تب بھی تم اس سے کہو گے کہ میں تم پر عاشق ہوں؟ افسوس ہے کہ انسان کو مستقبل کا خیال نہیں آتا، بس بل کا خیال ہوتا ہے۔ بل کے لئے بلبلاتا ہے اور تل کے لئے تلملاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی لڑکی خوبصورت ہے تو وہ نانی اماں ہونے والی ہے، پھر کیا نانی اماں کو منہ دکھا سکو گے؟ لڑکا نانا ابّا ہونے والا ہے، دادا ابّا ہونے والا ہے، لڑکی نانی اماں اور دادی اماں ہونے والی ہے۔ پھر کہاں جاؤ گے

اپنا کالا منہ لے کر ؎

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی
ان کے بالوں پہ غالب سفیدی ہوئی
کوئی دادا ہوا کوئی دادی ہوئی

اس لئے مستقبل پر نظر رکھو کہ آئندہ کیا ہوگا، اس وقت نقد تو مزہ ہے لیکن آئندہ تو عذابِ الٰہی ہے اور نقد بھی عذاب ہے، عاشقِ مجاز کو نقد عذابِ الٰہی ملتا ہے کہ تڑپتا رہتا ہے، اسی میں جلتا رہتا ہے، نیند بھی نہیں آتی، سکون بھی چھن جاتا ہے۔ میرا ایک شعر ہے ؎

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لُوٹے

عاشقِ مجاز کے دل پر ہر وقت عذاب رہتا ہے اور دنیا میں بھی عزت نہیں ملتی۔ اللہ کے عاشقوں کے جوتے اُٹھائے جاتے ہیں، اللہ کے عاشقوں کے جوتے اُٹھانا ہر شخص اپنی سعادت سمجھتا ہے، اور مجاز یعنی غیر اللہ کے عاشقوں کے سر پہ جوتے مارے جاتے ہیں، کتنا فرق ہے! اگر غیر اللہ سے دل لگایا، کسی لڑکے سے کسی لڑکی سے، اور اس کے ماں باپ یا بھائیوں کو پتا چل گیا تو اس کے سر پر جوتے ماریں گے، یہ کیا کم لعنت ہے؟

حفاظتِ نظر حفاظتِ قلب کا ذریعہ ہے

ارشاد فرمایا کہ جو آنکھوں کو بچالے تو دل کا بچانا آسان ہے کیونکہ دل آنکھ کے تابع ہے۔ جب آنکھ سے بدنگاہی کرتا ہے تب دل گندا ہوتا ہے اور گندے خیالات آنے شروع ہوجاتے ہیں، جو آنکھ بچالے گا تو اس کا دل بھی پاک رہے گا۔ دل اللہ کا گھر ہے اگر تم کسی کو مہمان بنانا چاہتے ہو تو کیا اس کو گندی جگہ ٹھہراتے ہو جہاں بلّی کتّے کا گُو ہو یا مردے لیٹے ہوں؟ جہاں کہیں مردہ لیٹا ہوتا ہے تو تم بھی پسند نہیں کرتے ہو کہ وہاں کھانا کھاؤ۔ یہ دل اللہ کا گھر ہے اور ان ہی کا بنایا ہوا ہے اور تم نے مُردوں کی محبت سے

اس کو ناپاک کر دیا تو اللہ پاک ہے، وہ ناپاک گھر میں نہیں آتا۔ لہٰذا دل کو پاک رکھو اور سُکھ کی نیند سوؤ، گناہوں سے بچو اور چین سے رہو، نہ ویلیم فائیو کی ضرورت ہے نہ ویلیم ٹین کی ضرورت ہے، جو اللہ کو راضی رکھتا ہے چین سے رہتا ہے۔

حسینوں کے حسن کا پوسٹ مارٹم

ارشاد فرمایا کہ نظر باز سمجھتا ہے کہ میں بڑے مزے میں ہوں، حلوہ مل رہا ہے لیکن حلوہ کس چیز کا؟ پیشاب پاخانے اور گُو کا۔ دنیاوی حسینوں کا جسم پیشاب پاخانے اور گُو کا حلوہ ہے، اوپر سے چاندی کا ورق لگا دیا گیا ہے، اس کا نام گوری ہے ؎

گال گورے ہیں کھال گوری ہے
توبہ! اندر تو گُو کی بوری ہے

گوری کی حقیقت یہی ہے کہ گُو مُوت پیشاب پاخانے اور گندی ہوا پر چاندی کا ورق لگا دیا۔ یہ امتحان ہے جس کی وجہ سے سب عیب چھپا ہوا ہے، اگر اللہ تعالیٰ ان کے جسموں میں کوئی سوراخ ایسا بنا دیتا جس سے ہر وقت بدبو آتی تو ناک دینا مشکل ہو جاتا۔ اس امتحان کو اگر امتحان نہ سمجھا اور ان پر فریفتہ اور مست رہے تو ایک دن موت آئے گی اور عاشق و معشوق دونوں خاک میں مل جائیں گے اور اللہ سے محروم ہو جائیں گے، ان آنکھوں کی حرکت کی وجہ سے اللہ سے محروم ہو جائیں گے۔ اگر آپ آج ہی سے ہمت کرلیں کہ ایک نظر بھی خراب نہیں کریں گے چاہے جان چلی جائے، جان دے دیں گے مگر اللہ کو ناراض نہیں کریں گے تو اطمینان رکھیے، جان سلامت رہے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے قرب سے وہ مستیاں، وہ کیف ملے گا کہ بادشاہوں کو خواب میں بھی نظر نہیں آسکتا۔ اللہ ہم سب کو ہمت دے اور ہیجڑے پن اور لومڑی پن سے نجات بخشے۔ بدنظری کرنا ہیجڑہ پن اور لومڑی پن ہے۔ آج سے ہمت کرلیں کہ اے نفس! اگر تُو دیکھے گا تو تجھے جان سے مار ڈالوں گا۔ ماریں نہیں صرف دھمکی دیں، نفس بیوقوف ہے، دھمکی سے بھی ڈر جاتا ہے۔ سمجھے گا کہ کیا پتا یہ ملّا ایسا ہی کر دے۔ بس آج سے ارادہ کرلو (حضرت والا نے روتے ہوئے فرمایا) کہ اگر یہ

ایک عمل حفاظتِ نظر کا جاری ہوگیا تو میری نجات کے لئے کافی ہے۔حفاظتِ نظر اللہ ورسول کا حکم ہے تو اللہ و رسول کا حکم توڑ کر کیا کوئی فلاح پا سکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بددعا کیا بیکار جاسکتی ہے؟ چاہے نفلی عبادت کم کرو، چاہے وظیفے کم کرومگر آنکھ کوخراب مت کرو۔ایک لمحہ اللہ کو ناراض کرنا اتنا بدترین عمل ہے کہ اس سے بدترین عمل کوئی نہیں ہے۔میرے دوستو!اس کا ارادہ کرلو کہ زندگی کی ہر سانس اللہ پر فدا کریں گے۔ زندگی اللہ نے اس لئے دی ہے کہ ایک سانس بھی ہم اللہ کو ناراض نہ کریں کیونکہ ان کو ناراض کرنا سب سے بڑی نمک حرامی، کمینہ پن اور بے حیائی ہے۔

حسینوں کے حسن کا پوسٹ مارٹم نمبر ۲

ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو اتنے حسین ہوں کہ جس سے معلوم ہو کہ ہم مجاہدے میں فیل ہوجائیں گے، ان سے نظر بچا کر یہ شعر پڑھو تو ان شاءاللہ! نظر محفوظ رہے گی ؎

آگے سے مُوت، پیچھے سے گُو
اے میرؔ جلدی سے کر آخ تھو

یہ بتاؤ دنیا کا ہر حسین آگے سے مُوت اور پیچھے سے گُو نکالتا ہے کہ نہیں؟ یہ دوسری بات ہے کہ کسی وقت ڈھیلا ڈھالا نکالتا ہے جو ذرا جلدی نکل جائے گا اور کسی وقت سخت ہوگا تو ذرا زور لگانا پڑے گا مگر گو اور مُوت کے سوا کیا چیز نکلے گی؟ اگر ان کے سوارِخ (سوراخوں) سے زعفران اور مشک نکلتا تو کتنے فقیر پیالہ لئے کہتے کہ بھئی ذرا سا ہگ دو، ذرا سا مُوت دے دو، میرے بچے بھوکے مر رہے ہیں، گھر میں آٹا نہیں ہے۔ان حسینوں کا پوسٹ مارٹم کر کے دیکھو کہ حقیقت کیا ہے؟ خالی ان کے گال مت دیکھو، چہرے کا ڈیزائن مت دیکھو، یہ دیکھو کہ اندر سے گو اور مُوت کے سوا کیا نکلتا ہے، جس میں گھسنے کو تم مرغوب سمجھتے ہو۔ گُو اور مُوت کی جگہ کا تصور کیا کرو تو نفرت ہوجائے گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوجاؤ گے، میرے احباب نے اس شعر سے بہت نفع محسوس کیا ہے۔

اگر گُو مُوت کے بجائے کسی کے مشک و زعفران نکلتا ہو تو ہمیں بتاؤ! کوئی

صاحب ہیں اس مجلس میں جن کے علم میں ہو کہ فلاں حسین مشک وزعفران ہگتا ہے اور عرقِ گلاب مُوتتا ہے؟ یہی بدبودار چیزیں ان کے پاس ہیں۔ بس سمجھ لو کہ گناہ کی حقیقت ہی بدبو ہے۔ وہ پست حوصلہ آدمی ہے جو گندی جگہ کا خیال کرتا ہے، بہت ہی ذلیل اور کمینہ ہوتا ہے، اور جو اللہ والا ہوتا ہے وہ پاکیزہ طبیعت اور پاکیزہ خیالات کا حامل ہوتا ہے کیونکہ وہ اللہ کا نام لیتا ہے اور اللہ پاک ہے۔ پاک نام لوگے تو دل میں پاکی پیدا ہو جائے گی، اللہ کا نام پاک ہے، اس کی پاکی بیان کریں گے تو اس کی برکت سے ہم پاک ہو جائیں گے۔ اللہ تو پاک ہے ہی، ہم جو سبحان اللہ کہتے ہیں کہ اللہ پاک ہے تو اس کی برکت سے ہم پاک ہوتے ہیں۔

اس کے برعکس معشوقوں اور حسینوں کے پاس کیا ہے جن کے لئے دنیا پاگل ہو رہی ہے۔ جب کوئی حسین ہگ رہا ہو تو اس کا گُو چمچہ میں لے کر اس عاشق صاحب کے منہ میں زبردستی ڈالو تب ان کو معلوم ہوگا کہ ہم کس کے عاشق ہیں۔ اگر کوئی عاشق کسی حسین کا ایک پلیٹ گُو کھالے اور ایک پیالہ پیشاب پی لے تب ہم جانیں کہ تم بڑے عاشق ہو۔ بڑے بڑے عاشق یہاں فیل ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم پناہ مانگتے ہیں ان گندی چیزوں سے، یہ ہے حسینوں کی حقیقت ؂

آگے سے مُوت، پیچھے سے گُو
اے میرؔ جلدی سے کر آخ تھو

اس شعر کو پڑھو اور گُو مُوت میں اپنی زندگی ضائع مت کرو۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ میں نے تمہیں کس لئے پیدا کیا تھا؟ کیا گُو مُوت پر فدا ہونے کے لئے میں نے تمہیں دنیا میں بھیجا تھا؟ میں نے تو تمہیں ولی اللہ بنانے کے لئے پیدا کیا تھا، اپنا دوست بنانے کے لئے پیدا کیا تھا اور میرے ولی صرف متقی ہیں۔ تقویٰ نام ہے گناہ سے بچنے کا، گُو مُوت سے بچنے کا۔ یہ مقامات ایسے ہیں کہ ان کے اندر گھسنے کے تصور ہی سے طبیعت متنفر ہو جاتی ہے۔ پھر کچھ دن کے بعد ان حسینوں پر بڑھاپا آئے گا، عورت بھی اسّی برس کی ہو جائے گی، مرد بھی

اسّی برس کا ہو جائے گا اور ان کا اسٹرکچر ہل جائے گا، اس پر بھی میرے اشعار ہیں ؎

جب ترا اے دوست اسٹرکچر ہلا
مجھ پہ رازِ حسنِ ڈسٹمپر کُھلا
حسن جب چہرے سے زائل ہو گیا
وہ نظر آیا مجھے بندر کُھلا

ہاتھ پاؤں کانپنے لگیں گے، گردن ہلنے لگے گی، اب تصور کرو کہ دونوں معانقہ کر رہے ہیں، ایک کی گردن اوپر سے نیچے ہل رہی ہے، دوسرے کی گردن دائیں سے بائیں، دونوں کا معانقہ مشکل ہو جائے گا۔ ایک کی گردن نفی میں ہل رہی ہوگی تو ایک کی اثبات میں۔ کبھی دورعشہ کے مریضوں کو معانقہ کرتے دیکھو تو سبق حاصل ہو جائے گا اور اگر لقوہ ہو گیا، منہ ٹیڑھا ہو گیا تو اگر وہ تم کو خود سے بھی بوسہ کی پیشکش کرے تو تم اس کا بوسہ نہیں لو گے حالانکہ ذات وہی ہے، سوا ریخ وہی ہیں مگر تاریخ اور جغرافیہ بدل گیا۔ حسن کا بگڑا ہوا جغرافیہ عاشقوں کی تاریخ بدل دیتا ہے اور ان کی ساری مستی نکال دیتا ہے۔

اس کے برعکس جو شخص کسی اللہ والے کا عاشق ہے، اپنے شیخ کا عاشق ہے، وہ شیخ کی محبت سے اللہ کا عاشق ہو جاتا ہے کیونکہ شیخ سے محبت اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے ہی کی جاتی ہے لیکن جو لوگ کسی شیخ سے دین نہیں سیکھتے، وہ رات کی عبادت کے جواہرات تو لُوٹ لیتے ہیں مگر دن میں نظر کی حفاظت نہیں کرتے تو رات کا سارا نور دن لے جاتا ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ وہ فرض نمازیں جماعت سے پڑھتے اور دن بھر حفاظتِ نظر کا غم اُٹھاتے تو اس غم کے بدلہ میں اللہ ان کو مل جاتا۔ بڑے بڑے حاجیوں کو، بڑے بڑے عابدوں کو دیکھا ہے کہ جب ائیر ہوسٹس آتی ہے مٹکتی، چمکتی، دندناتی اور بھاگتی دوڑتی تو اس کے چلنے کی آواز سے ان کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں۔

قابلِ مبارک باد بندے کون ہیں؟

بس قابلِ مبارک باد ہیں وہ بندے جو اللہ کے خوف سے ان کی طرف نظر اُٹھا کر

نہیں دیکھتے۔جن کے دل اللہ کی یاد سے جلے بھنے ہوتے ہیں اور جن کی آنکھیں اللہ کے عشق میں روتی ہیں، انہی دو آدمیوں کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مبارک باد پیش کی ہے۔مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی رومی لکھی ہے جس میں ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار ہیں، ان ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف دو آدمیوں کو مبارک باد دی ہے، کسی اور کو مبارک باد نہیں دی، نہ تہجد گذاروں کو، نہ روزہ داروں کو نہ کسی اور کو، فرماتے ہیں ۔

اے ہمایوں دل کہ آں بریان اوست
اے خوشا چشمے کہ آں گریان اوست

وہ دل مبارک ہے جو اللہ کے عشق میں جل رہا ہے اور وہ آنکھیں مبارک ہیں جو اللہ کی یاد میں رو رہی ہیں۔باقی سب اُلّو ہیں، جو مرنے والوں پر، مٹی کے ڈھیلوں پر مر رہے ہیں۔یہ حسین چاہے کتنے ہی خوبصورت کیوں نہ ہوں مگر ہیں سب مٹی کے ڈھیلے۔بس اگر مولانا کی مبارک باد لینا ہے تو دو کام کرو، اپنے قلب کو اللہ کے عشق میں جلا بھنا رکھو اور اللہ کے عشق میں رونا سیکھ لو تب تمہاری آنکھیں قابلِ مبارک باد ہوں گی اور یہ سب کب ہوگا؟ جب نظر کی حفاظت کرو گے۔لاکھ تہجد، لاکھ اشراق، لاکھ اوابین پڑھ لو لیکن اگر کسی عورت کو یا کسی لڑکے کو بُری نظر سے دیکھ لیا تو پھر دل بالکل ویران ہو جائے گا، تاریک معلوم ہوگا۔

حفاظتِ نظر، اللہ تک پہنچنے کا مختصر راستہ ہے

ارشاد فرمایا کہ جو اِن حسین عورتوں سے نظر بچاتا ہے تو وہ عورت بھی سوچتی ہے کہ سب تو مجھے دیکھ کر للچا رہے ہیں لیکن کیا بات ہے کہ یہ شخص مجھے خاطر میں ہی نہیں لا رہا ہے، میری طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا، معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اعلیٰ چیز پا رہا ہے جس کے سامنے میرا حسن اس کی نظر میں ہیچ ہے۔یہ اللہ کو پا رہا ہے اس لئے حسینوں سے مستغنی ہے۔ اس کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ اس کو حسینوں کی طرف میلان نہیں ہوتا۔اللہ والوں کا مزاج بوجہ تقویٰ زیادہ لطیف ہوتا ہے، ان کو حسن کا ادراک عام آدمیوں سے زیادہ ہوتا ہے لیکن وہ

اپنی حرام تمناؤں کو پھانسی پر چڑھا دیتے ہیں اور نفس سے کہہ دیتے ہیں کہ ہرگز اس کو نہیں دیکھوں گا، اگر تُو دیکھے گا تو میں تجھ کو دیکھ لوں گا یعنی کڑی سزا دوں گا اگرچہ دیکھنے کو ان کا بھی دل چاہتا ہے لیکن وہ اپنے دل کا خون کرتے ہیں کیونکہ اسی خونِ آرزو سے اللہ کو پاتے ہیں۔ میرے ضلع کا شاعر دانش پرتاب گڑھی کہتا ہے ؎

آؤ دیار دار سے ہو کر گذر چلیں
سنتے ہیں اس طرف سے مسافت رہے گی کم

یہ شارٹ کٹ راستہ ہے، جو برسوں میں اللہ تک نہ پہنچے وہ ایک نظر بچانے میں پہنچ جائے گا۔ اسی لئے شیطان پوری کوشش کرتا ہے کہ سالک نظر اُٹھا کر دیکھ لے کیونکہ جانتا ہے کہ نظر بچانے سے یہ بہت جلد اللہ کا مقرب ہو جائے گا، لہٰذا پوری کوشش کرتا ہے کہ یہ حلوۂ ایمانی حاصل نہ کر پائے کیونکہ اگر یہ حلوۂ ایمانی پا گیا تو میری دکان لذتِ عریانی کی فیل ہو جائے گی، اگر حلوۂ ایمانی کا مزہ اس کو مل گیا تو یہ میرے حلوۂ شیطانی کو دیکھے گا بھی نہیں۔ اسی لئے حدیثِ پاک کی عبارت سمجھوائے اہلِ علم حضرات! مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ جس نے میرے خوف سے نظر بچائی، امام ہے تو مقتدیوں کے خوف سے نہیں یا کمیٹی کے ممبروں کے خوف سے نہیں، شیخ ہے تو مریدین کے خوف سے نہیں کہ اگر عورتوں کو دیکھوں گا تو میری پیری مریدی نہیں چلے گی۔ غرض کوئی اور وجہ نہ ہو سوائے خوفِ خدا کے، بس آسمان والے پر اس کی نظر ہو، آسمان والے سے اس کو محبت ہو، آسمان والے سے اسے نسبت ہو، صرف اللہ کا خوف ہو کہ اے اللہ! کوئی مجھے نہیں دیکھ رہا ہے مگر تُو مجھے دیکھ رہا ہے، تیری وجہ سے میں نظر کو نیچی رکھتا ہوں اور اس حسین کو نہیں دیکھتا تو حلوۂ ایمانی وہ اپنے دل میں پا جائے گا۔ اسی لئے شیطان چاہتا ہے کہ یہ بدنظری کر لے کیونکہ جانتا ہے کہ اگر یہ حلوۂ ایمانی پا جائے گا تو میرا مزہ پھیکا پڑ جائے گا۔

عبرت دلانے کے لئے ایک فرضی قصہ

ارشاد فرمایا کہ ایک فرضی قصہ عبرت کے لئے میں نے بنایا ہے وہ سن لیجیے۔ ایک

صاحب بہت رومانٹک قسم کے تھے، وہ ہوائی جہاز میں اس سیٹ پر بیٹھے جو ائیر ہوسٹس کی گذر گاہ تھی اور اس پر بھی نوّے ڈگری نہیں بیٹھے بلکہ پینتالیس ڈگری گذر گاہ کی طرف جھک گئے کہ ائیر ہوسٹس جب آئے جائے تو اس کی کمر سے میری ٹچنگ (Touching) ہو جائے۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ آدمی ٹُچّا ہے اور مجھ سے غلط مزہ لے رہا ہے۔ اس نے اپنے بڑے افسر سے کہا، افسر نے ڈاکٹر سے کہا کہ اس ائیر ہوسٹس کو ایک دوا کھلا دو جس سے گندی ہوا نکلے اور یہ اس آدمی کی ناک پر جا کر چھوڑ دے۔ وہ کیمیکل ایسا تھا کہ اس سے بدبو بہت پیدا ہوئی جس کو سونگھتے ہی وہ آدمی پینتالیس ڈگری سے نوّے ڈگری پر آ گیا اور سیدھا بیٹھ گیا، اس قدر بدبو محسوس ہوئی۔ اس کے بعد پھر دوسرے پھیرے میں ایک اور ہوا خارج کی جس کا اثر یہ ہوا کہ (۴۵) ڈگری دوسری طرف کو ہو گیا۔ پھر تیسرے چکر میں اس نے ایسی ہوا کھولی کہ اپنی سیٹ سے اُٹھ کر دوسرے شخص سے درخواست کی کہ آپ کی مہربانی ہوگی، اپنی سیٹ مجھے دے دیجئے اور میری سیٹ پر آپ بیٹھ جائیں۔ اگر حسین کے اندر کوئی خوبی تھی تو کیوں بھاگا، ہوا کو سونگھتا رہتا اور تمنا کرتا کہ یہ زعفرانی ہوا اور سونگھ لوں۔ ان ہگنی، موتنی، پدنی لاشوں کو بھول جاؤ، سمجھ لو کہ یہ سڑکوں پر بے پردہ پھرنے والیاں گُو، مُوت اور ریاح کا مجموعہ ہیں۔ ان کے پاس تین دولتیں ہیں دولتِ گُو، دولتِ مُوت اور دولتِ گندی ہوا۔

دوستو! اللہ کے لئے عقل سے کام لو، اللہ کے لئے انہیں نہ دیکھو، اللہ کا حکم ہے قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِھِمۡ اے نبی! ایمان والوں سے آپ فرما دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو گندی نہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے خود کیوں نہیں فرمایا؟ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیوں کہلایا جبکہ دوسرے احکام کو تو خود فرمایا اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ، اٰتُوا الزَّکٰوۃَ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی تو فرما سکتے تھے کہ نگاہوں کو بچاؤ مگر اپنے نبی سے کہلایا۔ اس میں کیا راز ہے؟ یہ حیائے الوہیت ہے۔ باپ جب اپنے بیٹوں کو کسی نالائقی میں دیکھتا ہے تو خود نہیں کہتا، اپنے دوست سے کہتا ہے کہ تم ان سے کہہ دو کہ ایسی گندی حرکت نہ کریں۔

حسن کی تاثیر کو معمولی نہ سمجھیں

ارشاد فرمایا کہ حسنِ فانی کے دھوکہ میں نہ آؤ، یہ چلتی پھرتی لاشیں ہیں، شَیٔ معنی چیز اور لاشَیٔ معنی کوئی چیز نہیں، جب شَیٔ نہیں ہے تو لاشَیٔ ہے، تو لاشَیٔ پر لاش ہونا حماقت ہے۔ سب اعضاء فنا ہونے والے ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ حسینوں کو مت دیکھو، ہم نے حسن میں اثر رکھا ہے۔ حسن کا اثر ثابت کرنے کے لئے اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ پیش فرمایا کہ دیکھو! حضرت یوسف علیہ السلام حسین تھے۔ زلیخا نے مصر کی عورتوں کو ایک ایک لیموں اور چاقو دیا اور کہا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنا تو لیموں کاٹ دینا۔ زلیخا کا مقصد یہی تھا کہ ان عورتوں کو دکھا دیں کہ غلام سے ہم ہی نہیں تم بھی مغلوب ہوگئیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب ان کے سامنے سے گذرے تو انہوں نے بجائے لیموں کے اپنی انگلیاں کاٹ لیں، حسن ایسا فتنہ ہے کہ انگلیاں کیا گردنیں کٹ جاتی ہیں، قتل ہوجاتے ہیں۔ حسن ایسی چیز ہے کہ ان عورتوں کو ہوش ہی نہیں رہا تھا، حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی ان کے ہوش اُڑ گئے، ہوشربا کے سامنے ہوش کیا بچتا ہے۔ لہٰذا حسن کو دیکھ کر خوش نہ ہو بلکہ ڈر جاؤ کہ یہ امتحان ہے۔ یہ قرآن شریف ہے، کوئی قصہ کہانی کی کتاب نہیں ہے۔ یہ واقعہ بیان کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ بس پڑھ کر آگے گذر گئے بلکہ پڑھ کر عبرت حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں یہ قصہ اس لئے بیان فرمایا کہ ہم لوگ حسن کے سامنے بہادری نہ دکھائیں۔ لہٰذا ہوشیار ہوجاؤ، یہ قصہ ہوشیار کرنے کے لئے ہے، اس سے عبرت لو، کیا بہادر بنے ہوئے ہو کہ حسن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، ہم بڑے مضبوط ہیں۔ ان عورتوں نے بھی بہادری دکھائی تھی مگر انگلیاں کاٹ لیں۔

بس اپنے کو ضعیف کمزور سمجھو، ناتواں سمجھو، پہلوان مت بنو کہ ہم بڑے متقی ہیں۔ یاد رکھو! سارا تقویٰ خاک میں مل جائے گا۔ غرض کسی حسین کو مت دیکھو، چاہے زیادہ حسین ہو یا کم حسین ہو بلکہ کم حسین زیادہ خطرناک ہوتا ہے کیونکہ بیوقوف آدمی سمجھتا ہے کہ کوئی بات نہیں، معمولی سا حسن ہے، اس سے کیا بچنا، اگر زیادہ حسن ہوتا تو اس سے بچتے

حالانکہ کم حسین سے زیادہ بچنا چاہیے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہلکی حرارت زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ افلاطون، بقراط، سقراط، بوعلی سینا، جالینوس سب حکیموں کا اتفاق ہے کہ ہلکی حرارت اس لئے زیادہ نقصان دہ اور خطرناک ہے کہ آدمی اس کی پرواہ نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ ہڈیوں میں اُتر جاتی ہے اور تپِ دق ہوجاتا ہے، اس کے برعکس تیز بخار سے آدمی گھبراجاتا ہے اور علاج کرتا ہے۔ اسی طرح زیادہ حسن سے سالک ہوشیار ہوجاتا ہے کہ اس سے بچنا چاہیے اور کم حسین سے نہیں گھبراتا اور بے فکری سے اس کو دیکھتا ہے، بات چیت کرتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس کے حسن کا زہر اپنا اثر کرتا جاتا ہے اور اس کا چار آنہ حسن سولہ آنہ نظر آنے لگتا ہے۔ پھر اس کے عشق میں مبتلا ہوکر پیشاب پاخانہ کی گٹر لائنوں میں ذلیل و رسوا ہوجاتا ہے۔ اس لئے کم حسین زیادہ خطرناک ہوتے ہیں، ان سے بہت احتیاط کرنی چاہیے، یہ بات آپ ایک طبیب ہی سے سنیں گے۔

سلبِ توفیق توبہ کا ایک عبرتناک واقعہ

ارشاد فرمایا کہ مسلسل گناہ پر اصرار کرنے سے کبھی یہ نتیجہ دیکھنا پڑتا ہے کہ توبہ کی توفیق سلب ہوجاتی ہے، اللہ پناہ میں رکھے، پھر ہاتھ مَلنے کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ ناظم آباد میں ایک شخص رات دن گناہ کرتا تھا۔ جب مرنے لگا تو اس کے دوست نے کہا کہ اب تو تم مرنے کے قریب ہو، توبہ کرلو اس نے کہا کہ ڈاکٹر کا لفظ میری زبان سے نکلتا ہے، دوا کا لفظ نکلتا ہے، دوا لاؤ، بسکٹ لاؤ، چائے لاؤ، لغت کے سارے الفاظ، سارے حروف نکلتے ہیں مگر جو لفظ تم کہتے ہو، یہ میرے منہ سے نہیں نکل رہا ہے۔ بتایئے کتنے عبرت کا مقام ہے کہ ایک شخص سارے الفاظ بول رہا ہے لیکن لفظ توبہ کیوں نہیں بول پاتا؟ یہ توبہ کے چار حروف (ت، و، ب، ہ) پر کس نے پہرہ لگا دیا؟ اور یہ کوئی پرانے زمانہ کا قصہ نہیں ہے، اسی زمانہ کا میرا چشم دید واقعہ ہے۔ تو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے اور توبہ کی توفیق اُٹھ جائے، اس دن سے پناہ مانگو۔ معصیت پر جرأت! بے شرمی و بے حیائی کی حد ہے کوئی! کیا غیرت اور شرم کا پیالہ بالکل دھو کر پی چکے ہو۔

شیطان کا ایک دھوکہ

ارشاد فرمایا کہ جب مکہ شریف فتح ہوگیا تو حج میں کچھ نومسلموں کو تالیفِ قلب کے لئے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اونٹ اور بکریاں ذرا زیادہ دے دیں تو شیطان انسان کی شکل میں آیا اور وسوسہ ڈالنا شروع کیا کہ دیکھو! تمہارے نبی نے مکہ والوں کو کچھ زیادہ اونٹ اور بکریاں دے دیں اور تم لوگوں کو نہیں دیا۔ یہاں نعوذ باللہ وطنیت رنگ لائی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر شیطان مردود نے اتہام لگایا۔ یہ خبر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے اپنے رسول کو دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے خطاب فرمایا کہ اے صحابہ! میں نے جو کچھ کیا ہے، جو اونٹ اور بکریاں مکہ والوں کو دی ہیں یہ اللہ کے حکم سے کیا ہے، اللہ کا حکم ہے **وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ** کہ نومسلم کی دل جوئی کرنی چاہیے، میں نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔لیکن شیطان نے تم لوگوں میں تفریق پیدا کرنے کی اور تم کو بہکانے کی کوشش کی ہے،تو سن لو جب حج ختم ہوگا تو مکہ کے نومسلم کچھ اونٹ اور بکریاں اپنے ساتھ لے جائیں گے اور تم لوگ خدا کے رسول کو لے جاؤ گے تو بتاؤ تم زیادہ نصیبے والے ہو یا اونٹ اور بکریاں لے جانے والے؟ بتاؤ! اونٹ اور بکریوں کی قیمت زیادہ ہے یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی؟ بس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس تقریر پر اتنا روئے کہ آنسوان کی داڑھیوں سے بہہ کر نیچے گر رہے تھے۔

معلوم ہوا کہ بعض وقت شیطان چھوٹی چیز دکھا کر بڑی چیز سے محروم کر دیتا ہے مثلاً دکھایا کہ کوئی چہرہ نمکین اور حسین ہے، اب شیطان کے کہنے سے اللہ کا حکم توڑ کر اس حسین کو حاصل کرنے کی ناجائز اور حرام کوشش کی اور اللہ کو ناراض کر دیا۔ بتاؤ! کیا یہی انصاف ہے کہ بندہ اللہ کے قانون کو توڑ دے اور اپنا دل خوش کرلے۔ مالک کی مرضی کے خلاف غلام کا اپنے دل کو خوش کر لینا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے **قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ** اے نبی! آپ ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی کرلیں، کسی کی ماں، کسی کی بہو، کسی کی بیٹی، کسی کی بہن، کسی کی خالہ، کسی کی

پھوپھی کو نہ دیکھیں اور یہ آنکھیں کھول کر اُلّو کی طرح دیکھ رہا ہے اور اللہ کو ناراض کر رہا ہے۔

قومِ لوط کا عبرت ناک انجام

اسی طرح لڑکوں کو دیکھنا بھی حرام ہے، کسی باپ سے پوچھو کہ اس پر کیا گذرتی ہے اگر اس کو خبر مل جائے کہ کسی نے میرے لڑکے کے ساتھ بدفعلی کی۔ اگر باپ کا بس چلے تو اس مردود خبیث کا خون پی لے۔ جن افعال پر لعنت آئی ہے ان میں سے ایک مَردوں کی مَردوں کے ساتھ بدفعلی بھی ہے، **لَعَنَ اللّٰہُ مَنۡ عَمِلَ عَمَلَ قَوۡمِ لُوۡطٍ** جو قومِ لوط کا عمل کرے اس پر اللہ لعنت فرمائے۔ تو جس فعل پر لعنت آئی ہے اس سے پناہ مانگنی چاہیے۔ مگر انسان حریص ہے شہوت کا، شہوت کے سامنے کچھ نہیں سوچتا کہ میرے اس فعل سے کیا حرج ہوگا۔ قومِ لوط نے بھی کچھ نہیں سوچا تھا۔ تو کیا انجام ہوا کہ چھ لاکھ کی بستی کو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک بازو سے اُٹھا کر لے گئے جبکہ ان کے پانچ سو بازو ہیں، ایک بازو سے چھ لاکھ کی بستی کو آسمان تک لے گئے اور وہاں سے اُلٹ دیا، پھر ان پر پتھر بھی برسائے گئے اور ہر پتھر پر ان ظالموں کا نام بھی لکھا تھا۔ تو دیکھو! شیطان نے کتنا نقصان پہنچایا، مرنے والی لاشوں کو کیا دکھادیا اور اللہ کے قانون کو اس قوم نے توڑ دیا۔ جس فعل کو اللہ نے منع کیا تھا اسی فعل کو کیا اور ہلاک ہو گئے۔

اَمرد پرستی سے بچنے کا ایک عجیب اور مفید مراقبہ

ارشاد فرمایا کہ ابھی ایک نیا مضمون دل میں آیا ہے جو اَمرد پرستی سے بچنے کا ایک مفید اور عجیب مراقبہ ہے لیکن مراقبہ اس وقت مفید ہوگا جب پہلے نظر بچاؤ پھر مراقبہ کرو کیونکہ دیکھنا بدنظری ہے اور بدنظری پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالۡمَنۡظُوۡرَ اِلَیۡہِ** اللہ لعنت کرے بدنگاہی کرنے والے پر اور جو خود کو بدنگاہی کے لئے پیش کرے۔ معلوم ہوا کہ بدنگاہی موجبِ لعنت ہے اور لعنت کے معنی ہیں اللہ کی رحمت سے دوری۔ تو رحمت اور لعنت جمع نہیں ہوسکتیں، لہٰذا پہلے نظر بچاؤ

پھر یہ مراقبہ کرو کہ جس لڑکے کی طرف آج میلان ہو رہا ہے اگر خدانخواستہ بدنظری کر لی تو بدنظری کی لعنت الگ ملی اور اس بدنگاہی کی نحوست سے اگر اس کے ساتھ منہ کالا کر لیا تو کل کو یہ لڑکا ابدال ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ غوث ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ قطب الاقطاب، قطب العالم اور تمام اولیاء کا سردار ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جو اللہ کا پیارا ہوتا ہے وہ بچپن ہی سے پیارا ہوتا ہے، خالی مستقبل ہی میں پیارا نہیں ہوتا کیونکہ اللہ ہر ایک کے بارے میں جانتا ہے کہ اس کا حال کیا ہے، ماضی کیا ہے اور یہ مستقبل میں کیا ہوگا۔ ہر ایک کے ماضی، حال اور مستقبل کا اللہ کو علم ہے۔ جو آدمی مستقبل میں غوث، ابدال اور قطب ہونے والا ہے وہ اللہ کے علم میں پہلے ہی سے ہوتا ہے، جو جوانی میں قطب الاقطاب ہونے والا ہے اللہ کے علم میں وہ بچپن ہی سے ہوتا ہے، یہی لڑکے تو اللہ والے ہو جاتے ہیں۔ بتاؤ اس کا امکان ہے یا نہیں؟ اگر معلوم ہو جائے کہ یہ لڑکا غوث ہے تو کسی کی ہمت پڑے گی اس کے ساتھ بدفعلی کرنے کی؟ پس بچپن میں کسی کو مفعول بنا لینا، بدفعلی کرنا، اغلام بازی کرنا انتہائی بدمعاشی، کمینہ پن اور بدبختی ہے اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا مبغوض ہوگا۔

لٰہذا جب کسی لڑکے کی طرف میلان ہو تو سوچو کہ اگر آج اس لڑکے کو استعمال کر لیا، بدفعلی کر لی اور کل یہی لڑکا غوث، قطب الاقطاب اور اولیاء کا سردار ہو گیا تو جس وقت وہ سجدے میں سارے عالم کے لئے دعا کر رہا ہوگا اور آپ کی نظر اس پر پڑ گئی کہ یہ اپنے وقت کا غوث ہے تو اس وقت کتنی شرمندگی ہوگی اور کتنا خوف ہوگا کہ اللہ کا کتنا غضب اور کتنی لعنت مجھ پر برسے گی کہ اللہ کے اتنے پیارے بندے کے ساتھ میں نے بدفعلی کی، میں کتنا بدقسمت اور محروم ہوں، کتنا خوف ہوگا کہ مجھ پر اللہ کا جو غضب نازل ہو جائے کم ہے۔

بتاؤ یہ مراقبہ کیسا ہے؟ مفید ہے یا نہیں؟ (احقر راقم الحروف اور دیگر سامعین نے عرض کیا کہ حضرت عجیب وغریب مراقبہ ہے، دل خوف سے دہل گیا۔ اس مراقبہ کا استحضار رہے تو آدمی اس خبیث فعل میں مبتلا نہیں ہو سکتا)

فرمایا کہ بس نظر بچاؤ، جسے دیکھ کر لالچ معلوم ہو تو فوراً اپنی نظر بچاؤ اور سوچو کہ

یہ ہمیشہ لڑکا نہیں رہے گا۔ اگر یہ قطب، ابدالِ وقت اور صاحبِ کرامت ہوگیا اور آج لڑکا سمجھ کر اس کے ساتھ منہ کالا کرلیا تو اللہ کی کتنی لعنت برسے گی، کتنا غضب نازل ہوگا کہ ہمارے پیاروں کے ساتھ تم بدفعلی کرتے تھے۔ بتاؤ! پھر کہاں جاؤ گے، اللہ کے غضب سے کیسے بچو گے، کتنا خوف ہوگا کہ اللہ کہیں مجھ سے انتقام نہ لے لے۔ بس اللہ کے غضب کو یاد کرو اور نظروں کی حفاظت کرو، جو نظر کی حفاظت کرے گا بدفعلی سے محفوظ رہے گا، بدنظری وہ آٹومیٹک زینہ ہے جو بدنظری کی آخری منزل یعنی بدفعلی تک پہنچا دیتا ہے۔

اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جو اپنے کرم سے ایسے مضامین عطا فرماتا ہے۔ سوچ لو کہ شاید ہی کوئی پیر یہ مراقبہ بتائے۔ اللہ کا شکر ادا کرو کہ اللہ نے میرے اوپر کیا کرم کیا ہے، کیا انعامات نازل فرمائے ہیں۔ یہ باتیں شاید ہی کہیں ملیں، شاید بھی دعویٰ توڑنے کے لئے کہتا ہوں ورنہ کسی عالم سے سنا ہے یہ مراقبہ؟ سوچ لو کہ اللہ تعالیٰ نے عشقِ مجازی سے بچنے کا پی ایچ ڈی کا کورس پڑھانے کے لئے مجھ کو مقرر کیا ہے، لیکن یہ سب میرے بڑوں کا فیض، ان ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔

لڑکی / لڑکے کے ساتھ بدفعلی پر دو مراقبے

ارشاد فرمایا کہ بدنگاہی میں مصیبت ہی مصیبت ہے، بدنگاہی میں جوتے بھی پڑتے ہیں، جس کو دیکھتے ہو وہ بھی کہتی ہے کہ میری طرف کیوں دیکھتے ہو، نظرباز کہتا ہے کہ ہم تمہاری طرف نہیں دیکھ رہے ہیں اور پھر بھی دیکھتا ہے تو وہ سینڈل برسا دیتی ہے۔ اسی طرح لوگ لڑکوں سے گالیاں کھاتے ہیں، گُو کے مقام میں گھسنے کے لئے بے چین ہیں۔ آہ! سید صاحب، شیخ صاحب جیسے عالی مقام ذلیل وخوار ہوجاتے ہیں۔

میں بدفعلی سے بچنے کے لئے ایک مراقبہ بتاتا ہوں کہ تصور کرو کہ عورت کو بچہ کی پیدائش کے بعد گندا خون نکل رہا ہے، اس کو نرسیں بالٹی بھر بھر کے پھینک رہی ہیں اور ایک انچ کا قطر ایک فٹ کے برابر ہوگیا، جب بچہ نکلتا ہے تو کیسے نکلتا ہے؟ اس وقت اگر اس عورت کے ساتھ صحبت کرنا چاہو تو کیا ہوگا؟ کنویں میں چڑیا گر جائے گی، کر ہی نہیں سکتے،

مفت کیا اگر ایک لاکھ روپیہ بھی کوئی دے کہ اس عورت کے ساتھ صحبت کرلو تو نہیں کر سکتے۔ ایسی گندی چیز کے لئے اپنے اللہ کو ناراض کرنا کیا حماقت ہے۔ اسی طرح پاخانہ کے مقام میں گھسنا اور بھی ذلیل اور خبیث کام ہے۔ عورت نکاح کے بعد حلال ہوسکتی ہے لیکن مرد تو کسی وقت حلال نہیں ہوسکتا، وہ معشوق بھی گالیاں دیتا ہے، چاہے اس وقت نہ دے، لیکن جب عمر زیادہ ہوجائے گی تو بدفعلی کرنے والے کے ساتھ کبھی نہیں ملتا اور اگر اس کو دیکھتا بھی ہے تو ماں کی گالی دیتا ہے کہ اس کمبخت نے مجھ کو ذلیل کیا، اس پر ہزار لعنت بھیجتا ہے۔ کیا بتاؤں، گناہ میں نقصان کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں ہے، کوئی ایک فائدہ بھی ثابت نہیں کرسکتا مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جو انجام بینی سے محروم ہیں۔ جب شہوت کا بھوت سوار ہوتا ہے تو وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ لڑکے ہمیشہ لڑکے تھوڑی رہتے ہیں، وہ شیخ الحدیث بھی بنتے ہیں، ڈاکٹر بھی بنتے ہیں، تھانہ دار بھی بنتے ہیں۔

اس کے متعلق ایک فیچر سنئے، بہت ہی دلچسپ ہے، ایک آدمی پیٹا گیا تو رَپَٹ لکھوانے تھانہ میں گیا۔ اس نے جو تھانہ دار صاحب کو دیکھا تو اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی کیونکہ تھانہ دار صاحب بچپن میں اس کے مفعول رہ چکے تھے۔ اسے دیکھتے ہی تھانہ دار صاحب نے پولیس والوں سے کہا کہ پکڑو اس نالائق کو! اس نے بچپن میں ہم کو ذلیل کیا تھا تو پولیس نے پکڑ کر خوب پٹائی کی۔ وہاں سے مار کھا کے بھاگا اور زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین کے پاس گیا تو وہ بھی ان کا مفعول نکلا۔ اس نے دیکھتے ہی مجسٹریٹ کو فون کیا کہ ایک بدمعاش آیا ہے، مجسٹریٹ نے پکڑوا کر جیل بھجوا دیا۔ وہاں سے چُھوٹا تو سوچا چل کر ایس پی سے فریاد رسی کریں تو ایس پی بھی ان کا مفعول نکلا۔ اس نے لات اور گھونسوں سے خوب تواضع کی، غرض وطن چھوڑ کے بھاگنا پڑا۔ اس لئے کہتا ہوں کہ اگر ذلت سے بچنا چاہتے ہو تو خانقاہوں میں کچھ وقت لگا کر اللہ کا نام لینا سیکھ لو، اللہ کے نام کے صدقہ اپنی حرام آرزوؤں کا خون کرنا سیکھ لو، نفس کی اصلاح کرا لو، پھر جو ملے گا اسی کو شاعر کہتا ہے ؎

میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے	جو تجلّی دلِ تباہ میں ہے

دل کی آرزو کا خون کردو، دل تباہ ہوجائے بس اللہ مل جائے گا۔ جو حسین صورتیں ہیں اگر ہم ان سے نظر بچالیں تو یہی ہم کو واصل باللہ کرتی ہیں، یہ حسین ایسے ہی تھوڑی اللہ نے پیدا کئے ہیں، یہ ہماری تکمیل کے لئے ہیں۔ ان سے نظر بچاؤ، حلوۂ ایمانی کھاؤ، اس لئے ان حسینوں کا وجود ضروری ہے، مگر ان کی طرف التفات نہ کرو۔ یہ مولوی کو مولانا بنانے والی ہیں، مولائے روم بنانے والی ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ ان سے نظر بچاؤ۔ اور جو شخص اللہ کا نام لیتا ہے اور نگاہوں کی حفاظت بھی کرتا ہے لیکن کبھی کبھی پھسل جاتا ہے اور نگاہ خراب کرلیتا ہے تو گناہوں کے ساتھ اللہ کے نام کا مزہ ایسا ہے جیسے خاک آلود پانی۔

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند
صاف گر باشد ندانم چوں کند

جب گناہوں کے ظلمات کی ملاوٹ کے ساتھ اللہ کے ذکر کے گھونٹ میں مزہ آتا ہے تو جس دن بغیر ملاوٹ والا صاف ستھرا گھونٹ پیو گے تو تمہارا کیا حال ہوگا، میں نہیں کہہ سکتا کہ صاف پانی پینے کے بعد تمہاری کیا حالت ہوگی یعنی جس دن گناہوں سے مکمل اجتناب کی توفیق ہوگی تو میں نہیں کہہ سکتا کہ اللہ کے نام میں پھر کتنا مزہ آئے گا۔

اور جن لوگوں کے پلہ کچھ نہیں ہے وہ چُھپ چُھپ کے گناہ کرتے ہیں، بدنگاہی کرتے ہیں، ان کو خاک آمیز جرعہ بھی نصیب نہیں ہے۔ بس جتنی آپ کی قربانی اتنی اللہ کی مہربانی، اگر آپ نے دل پر غم جھیل لیا، غم سے دل پارہ پارہ ہوگیا، حسینوں سے نظر بچانے سے دل غمگین ہوگیا مگر آپ نے اس غم کو برداشت کرلیا تو پھر مہربانی بھی بقدرِ قربانی ہوگی، ان شاء اللہ۔ دیکھئے! سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی قربانی دی، اللہ کے عشق و محبت میں سلطنت چھوڑ دی مگر پھر ان کو کیا ملا؟ وہ چیز ملی جو ہم اور آپ جانتے نہیں۔

نگاہوں کا وضو

(ایک عالم صاحب نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہر وقت باوضو رہوں)

ارشاد فرمایا کہ ہر وقت وضو برقرار رکھنا بہت مشکل ہے، گیس روکنا کئی بیماریوں کا

باعث بنتا ہے، اس سے بہتر ہے کہ نگاہوں کو باوضو رکھو۔ حفاظتِ نظر، نظر کا وضو ہے۔ نگاہ کے وضو میں براہ راست قلب نورانی ہوجاتا ہے۔ اس زمانہ میں بے پردگی بہت عام ہے، ہر وقت نگاہ بچانا گویا ہر وقت عبادت میں مشغول رہنا ہے۔ ایک آدمی رات بھر عبادت کرتا ہے اور دن بھر نظریں مارتا ہے یہ شخص فاسق ہے۔ اور ایک آدمی رات کو نہیں جاگتا، صرف فرض نمازیں ادا کرتا ہے لیکن اپنی ایک نگاہ بھی خراب نہیں کرتا، یہ شخص ولی اللہ ہے۔ ضروریاتِ دین کو سمجھنا چاہیے، ہم تو کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں ضعف بہت ہے، زیادہ وظیفہ نہیں پڑھ سکتے، بس گناہ نہ کرو، اس میں تو وظیفہ بھی نہیں پڑھنا پڑتا۔

شاعروں کے خوبصورت الفاظ میں گندے معانی

ارشاد فرمایا کہ ان مجازی شاعروں نے اُمت کا اَور بیڑا غرق کر دیا، خوبصورت الفاظ کے پیچھے مطلب گندا ہوتا ہے۔ غالب نے کہا تھا ؎

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں	کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

معشوق نے پوچھا کہ غالب صاحب کیا مدعا ہے؟ کہا کہ مجھے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کہا کچھ تو کہئے، آپ خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کا جو مقامِ نفرت ہے، وہی میرا مدعا ہے۔ اس نے کہا کہ اچھا نالائق! تُو بدمعاشی کرنا چاہتا ہے، جوتا نکال کر دس لگائے گا، پھر عاشق صاحب غزل بغل میں دبا کر سر سہلاتے ہوئے بھاگیں گے۔ میرا شعر ہے ؎

میرؔ نے اس بت کا جب پیچھا کیا	اپنے پیچھے کا جو غم دیکھے ہے میرؔ
کرب و غم نے میرؔ کا پیچھا کیا	اس کے پیچھے کا نہ پھر پیچھا کیا

بس یہ داستان بڑی لمبی ہے، یہ داستان میں رات دن بیان کرتے کرتے مرا جا رہا ہوں، مگر مبارک ہے وہ بندہ جو اس کو مان لے۔ یاد رکھو کہ یہ راستہ غیرت مندوں کا ہے، جس میں غیرت نہ ہو، شرافت نہ ہو وہ چھوڑ کے کہیں اور بھاگ جائے، یہ راستہ شریفوں کا ہے۔ ہمت کرو! اللہ نے مسلمان بنایا ہے، شریف بنایا ہے، اس لئے ذلت کے کام نہ کرو۔

قافلۂ جنت اور اس کی علامات

ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو دیکھنا ہو کہ کون سا قافلہ جنت کو جارہا ہے اور اہلِ جنت کون لوگ ہیں؟ تو اس کی دو علامتیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیں، پہلی علامت یہ کہ جو شخص اللہ سے ڈرے کہ ایک دن اللہ کو حساب دینا ہے، اور اللہ کے خوف کی دلیل اور علامت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو بُری خواہش سے روکتا ہے اور یہی دوسری علامت ہے اہلِ جنت کی۔ جس کو دیکھو کہ وہ اپنے نفس کو بُری عادتوں سے اور بُرے اعمال اور بُرے افعال سے روک رہا ہے تو سمجھ لو کہ اس کے دل میں اللہ کا خوف ہے۔ یہی قافلۂ جنت کے لوگ ہیں، یہی اہلِ وفا ہیں کہ جو اللہ کو راضی کرنے کے لئے اپنی آرزوؤں کا خون کرلیتے ہیں، اپنے دل کو توڑ دیتے ہیں لیکن اللہ کے قانون کو نہیں توڑتے۔ اور اپنے نفس کو بُری خواہش سے کیوں روکتے ہیں؟ کسی فوج کے ڈر سے نہیں، یہاں تک کہ اپنے ابّا کے ڈر سے بھی نہیں، اپنے مرشد کے ڈر سے بھی نہیں یا اگر مرشد ہے تو مریدوں کے خوف سے نہیں، یا امام ہے تو مقتدیوں کے خوف سے نہیں کہ مقتدی یہاں ہیں، اگر گڑبڑ اور نامناسب کام کروں گا تو امامت چلی جائے گی۔ تو پھر نفس کو بُری خواہش سے کیوں روکتا ہے؟ اپنے رب کے خوف سے۔ اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ جو اپنے نفس کو روکے مگر صرف میرے خوف سے وہ اہلِ جنت کا قافلہ ہے، اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ چاہے کوئی ہو یا نہ ہو، بالکل تنہائی ہو اور گناہ خود اس سے لپٹنے کی تمنا کررہا ہو، لیکن یہ پناہ مانگے گا۔

الٰہی پیار سے دیکھے نہ یہ گناہ مجھے

تو یہ عرض کررہا ہوں کہ ہماری تنہائی بھی اللہ والی ہونی چاہیے، خلوت ہو یا جلوت، ہر جگہ مالک کی دوستی گرم تر رہے، کہیں بھی اُس میں پھیکا پن اور ٹھنڈا پن نہ آئے۔ تو یہ دونوں آیتیں (سورۂ نازعات: ۴۰، ۴۱) ملا کر قافلۂ جنت کی آج ڈیزائن پیش کررہا ہوں۔ کیسے معلوم ہو کہ یہ جنت کا قافلہ ہے؟ جو اللہ کے خوف سے خلوتوں میں اور جلوتوں میں، تنہائی میں اور مجمع میں، قلباً وقالباً وعیناً اللہ کے ساتھ رہے یعنی اپنی نظر اور دل اور جسم کی ہر طرح سے ہر وقت گناہ سے حفاظت کرتا ہے اور ہر وقت اپنے اللہ پر نظر رکھتا ہے۔ اصلی سالک اور اصلی عاشق وہی ہے جس کی ہر سانس اللہ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی اللہ کو ناراض نہ کرے۔ گناہوں کے لاکھ تقاضے ہوں لیکن وہ اللہ سے کہتا ہے کہ اے خدا! میرا دل تو چاہتا ہے کہ اس عورت کو یا اس لڑکے کو دیکھ لوں یا یہ گناہ کرلوں، مگر میں آپ کی نظر پر نظر رکھ رہا ہوں کہ آپ کی نظر کا کیا فیصلہ ہے؟ کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیتے ہیں؟ دل میں آواز آجائے گی، آپ کا دل خود کہے گا کہ اے میرے عاشقِ نظر! میری نظر کا فیصلہ یہی ہے کہ تُو اپنی نظر کو یہاں سے ہٹالے۔

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

(اقتباس از مواعظ حسنہ نمبر ۴۲: قافلۂ جنت کی علامت)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ